بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

اردو ۔ گجراتی

بانٹوا میمن جماعت
قیام: 2 جون 1950

ستمبر 2021ء صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

6 ستمبر
یومِ دفاع
پاکستان

قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری

اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے۔ اور میرے لیے میرا کام آسان فرمادے۔
اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تا کہ وہ میری بات سمجھیں۔
(سورۃ طٰہٰ۔ پارہ ۱۶۔ آیات ۲۸۔۲۵)

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

માસિક
મેમણ સમાજ
ઉર્દૂ-ગુજરાતી

Monthly
Memon Samaj
Urdu-Gujrati

ماہنامہ میمن سماج

کراچی

اردو۔ گجراتی

مدیر اعزازی: انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

پبلشر: عبدالجبار علی محمد بدو

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

ستمبر 2021ء

صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

شمارہ: 09

جلد: 66

32768214
32728397
Website : www.bmjr.net
E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیرِ نگرانی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، ملحقہ حوربائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد راجہ مینشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

برادری کے نوجوانوں کے بے جا مطالبات بچیوں کی شادی میں بڑی رکاوٹ ہیں

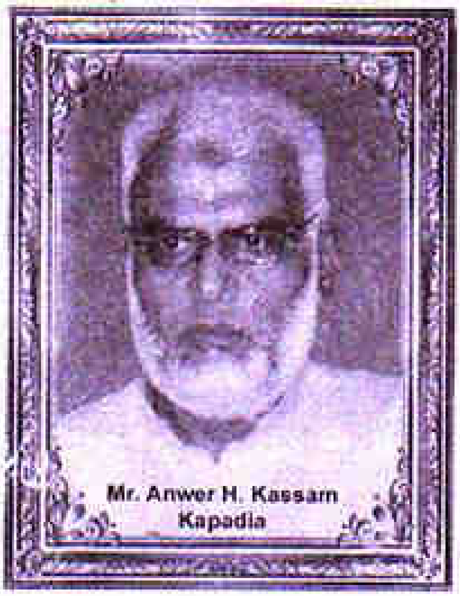
Mr. Anwer H. Kassam Kapadia

اپنی بانٹوا میمن برادری ایک ایسی باشعور، ذہین اور ذی علم برادری ہے جس نے ہمیشہ معاشرے میں مثبت کام کرنے کی کوشش کی ہے اور منفی اقدامات اور روایات بے جا رسوم و رواجات کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اس برادری میں مثبت فکر کا فروغ بھی اس بات کی علامت ہے کہ اس برادری میں اچھے اور مثبت کام انجام دیے جا رہے ہیں، برادری کا ہر فرد، ہر بچہ، ہر بالغ نوجوان، بزرگ اور ہر اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان بھی آگے بڑھنے کا خواہش مند ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ کسی طرح برادری میں انقلاب برپا کیا جائے۔

راتوں رات تبدیلی ہو جائے پلک جھپکتے میں سب خرابیاں اور برائیاں دور ہو جائیں، اسی لیے اس برادری کے راہ نماؤں، قائدین اور بہی خواہوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ برادری میں اچھی اور مثبت اقدار فروغ پائیں اور غلط اقدار کا خاتمہ ہو جائے۔ بانٹوا میمن برادری کے قائدین کی طویل عرصے سے یہ خواہش رہی ہے کہ کسی طرح اپنی برادری سے غلط رسم و رواج کا خاتمہ ہو جائے۔ ان بے جا رسوم میں نہ جانے کتنی رسوم شامل ہیں۔ مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر بعض لوگ غلط رسوم کو اپناتے ہیں اور فضول خرچی کا اختیار کرتے ہیں اور پھر ان پر ڈٹ جاتے ہیں۔ اس موقع پر ان بے جا رسوم کی وجہ سے ان کا بہت مالی نقصان ہوتا ہے جس کا خمیازہ انہیں طویل عرصے تک بھگتنا پڑتا ہے۔

بدلتے ہوئے معاشی تناظر میں مہنگائی اور بڑھتے ہوئے اخراجات نے عام آدمی کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اب وہ دور گزر گیا جب گھر کا واحد کفیل اپنی اور اپنے اہل خانہ کی تمام ذمے داریاں پوری کرتا تھا اب گھر میں ایک سے زیادہ کمانے والے ہوں تب بھی بمشکل گزارا ہوتا ہے۔ اسی لئے ان گھروں میں جہاں بیٹیاں ملازمت کرتی ہیں والدین انہیں بھی اپنی گزر بسر کا

ایک اہم ذریعہ سمجھ لیتے ہیں۔ اس طرح بیشتر ملازمت کرنے والی بڑی عمر کی لڑکیاں اپنے اہل خانہ کی خوشیوں پر قربان ہوجاتی ہیں اور ان کا گھر نہیں بس پاتا۔

آج کے دور میں لڑکی کی شادی کرنا آسان نہیں یہ لاکھوں کا سودا ہے۔ معاشرے میں سفید پوشی کا بھرم رکھنے کی مجبوری اور اکثر لڑکے والوں کی طرف سے مختلف مطالبات کے باعث متوسط اور غریب طبقے کے والدین بیٹی بیاہنے کے بعد برسوں قرضوں کے بوجھ تلے دبے رہتے ہیں صرف عروسی جوڑا ہی ہزاروں میں ملتا ہے۔ جہیز، مہندی، مایوں، مہمانوں کی خاطر داری اور شادی کے بعد بھی چوتھی جیسی رسموں کے باعث اخراجات کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ نظر آتا ہے۔ تلخ حقیقت تو یہ ہے کہ حق مہر مقرر کرتے وقت شرعی مہر لڑکے والوں کا یاد رہتا ہے مگر وہ بی بی حضرت فاطمہؓ کا مختصر ترین جہیز بھول جاتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ نے اپنی لخت جگر بیٹی کو دیا تھا۔

بانٹوا میمن برادری میں بے جا غلط رسم و رواج میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ ہمارے نوجوان جس قدر اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اسی قدر وہ لڑکی والوں کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں اور ان سے جہیز کا سامان بھی طلب کر رہے ہیں اور جہیز میں مکان دینے کا مطالبہ بھی کرنے لگے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اعلیٰ تعلیم انسان کے ذہن کو نئی روشنی دیتی ہے اور اس سے انسان کے دل کے اندر کی تنگی دور ہوتی ہے۔ یہ ایک غلط انداز فکر ہے۔ اپنی بانٹوا میمن برادری میں نہ جانے کتنی بیٹیاں شادی کے انتظار میں بیٹھی ہیں مگر بے جا غلط رسم و رواج کی دیوار ان کی راہ میں حائل ہورہی ہے۔ یہ برادری کے لئے بڑا لمحہ فکریہ ہے!!

”نوجوان لڑکوں کے ناجائز مطالبات انہیں ان کے گھر کا نہیں ہونے دے رہے“

یہ بات ہمیں لمحہ فکریہ فراہم کرتی ہے۔ ہم غیر برادری میں اپنی لڑکیوں کا رشتہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی برادری میں ان کے لیے کوئی جگہ یا گنجائش نہیں ہے۔ کیا یہ انداز فکر کسی بھی طرح مناسب قرار دیا جاسکتا ہے؟ نہ جانے ہم کہاں جارہے ہیں؟

”اچھی اور اعلیٰ تعلیم (ہائر ایجوکیشن) حاصل کرنے والے نوجوانوں میں مثبت اور تعمیری سوچ پیدا ہونی چاہیے“

اس پر ہمارے بزرگوں اور بڑوں کو غور کرنا ہوگا۔ اپنی بانٹوا میمن جماعت سب میمن جماعتوں میں سب سے بڑی جماعت ہے۔ ہمیں اس ضمن میں عمدہ مثالیں قائم کرنی چاہئیں، ہمیں یہ عہد کرنا ہوگا کہ ہم تمام بے جا غلط رسم و رواج سے نجات حاصل کریں گے اور اس کے بعد اس عہد پر ڈٹ جانا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم غلط رسم و رواجوں سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

نیک خواہشات اور پرخلوص دعاؤں کا طالب ادنیٰ خادم

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

☆علم حاصل کریں کیونکہ علم انسان کے لئے بہت بڑی خوبی ہے۔
(رسول اکرم ﷺ)

☆امیر تکبر کریں تو برا ہے لیکن غریب کریں تو بہت برا ہے۔
(حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆جس نے رب کے لیے جھکنا سیکھ لیا وہی علم والا ہے کیونکہ علم کی پہچان عاجزی ہے اور جاہل کی پہچان تکبر ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

☆بعض اوقات جرم کو معاف کرنا مجرم کو زیادہ خطرناک بنا دیتا ہے۔
(حضرت عثمان غنیؓ)

☆کوئی تمہارا دل دکھائے تو ناراض مت ہونا کیونکہ قدرت کا قانون ہے جس درخت کا پھل زیادہ میٹھا ہوتا ہے لوگ پتھر بھی اسی کو مارتے ہیں۔ (حضرت علیؓ)

☆یہ تمہارا جو نفس ہے تم اگر اسے خیر میں مصروف نہیں کر لیتے تو یہ تمہیں شر میں مصروف کرے گا۔ (امام شافعیؒ)

☆تمہاری اصل ہستی تمہاری سوچ ہے باقی تو صرف ہڈیاں اور خالی گوشت ہے۔ (مولانا جلال الدین رومیؒ)

☆دولت دنیا کی ہو یا ایمان کی جتنی بڑھتی جائے گی اتنی نیند کم ہوتی جائے گی۔ (امام غزالیؒ)

☆جو شخص اپنے ہر کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں خلل آجاتا ہے۔
(شیخ سعدیؒ)

☆جو شخص اپنی زندگی کا جائزہ نہیں لیتا اور اپنے نفس کا احتساب نہیں کرتا وہ زندہ رہنے کے لائق نہیں۔ (سقراط)

☆مسکراہٹ کی قیمت کچھ بھی نہیں لیکن اس کا نفع بہت بڑا ہے یہ ایک لمحہ میں گزر جاتی ہے لیکن اپنی میٹھی یاد ہمیشہ کے لیے چھوڑ جاتی ہے۔
(بقراط)

☆سلامتی اسی میں ہے کہ اپنا منہ بند رکھو جب تک مچھلی کا منہ بند رہتا ہے وہ کانٹے کی گرفت میں نہیں آتی۔ (افلاطون)

☆اگر لوگ تم سے متاثر ہو رہے ہیں تو اللہ پاک کا شکر ادا کرو کہ جس نے تمہارے گناہوں کو چھپا کر تمہیں لوگوں کے سامنے معزز بنایا ہے۔
(خلیل جبران)

☆لوگ تمہاری دل آزاری کرنے کے بعد ایسا رویہ دکھائیں گے جیسے تم نے ان کی دل آزاری کی ہو۔ (البیرونی)

☆لوگوں کو اس بات سے غرض نہیں کہ آپ خوش ہیں یا نہیں، انہیں فرق اس بات سے پڑتا ہے کہ آپ انہیں خوش رکھتے ہیں یا نہیں۔
(شیکسپیئر)

☆آج تک کوئی اچھا آدمی بہت تیزی سے امیر ترین نہیں ہو سکا۔
(سائرس)

☆خوف پر فتح پانا، علم کے آغاز کی علامت ہے۔ (برٹرینڈ رسل)

☆زندگی ایک میٹھی سی جدوجہد کا نام ہے۔ (سوزن ٹیلر)

حمد باری تعالیٰ

جناب منشی دھوراجوی

بارگاہِ رب العزت ما
(میمنی بولی میں)

کرانتو حمد توجھی آؤں اپرنپار یااللہ
وگر ایجے منجی آی زندگی بیکار یااللہ

توں کن چوئی نے کرے پیدا تجی مخلوق دنیا جی
ایئے توئیں جے ہر جیوجو آدھار یااللہ

منجے دل کے عطا کر یاالٰہی ذکر جو تحفو
منجی روح کے لکیلو ہوئی توجھو تار یااللہ

گناہیں میں ڈوباں تاں کھولیں تو توبہ جو درواجو
پڑھاں نا رات ڈیج کیں آؤں استغفار یااللہ

توجن کے چاہے عزت ڈے۔توجن کے چاہے ذلت ڈے
کری ڈے آسی امت جو تو بیڑو پار یااللہ

توجھے محبوب جی سیرت تے حلنی ناہیں ہی امت
قیامت جا لکنا ہی بدھے آثار یااللہ

قبولی کن دعا ''یعقوب'' جی سکرات کر آساں
فریلو ہی گناہیں جو گینی تے بھار یااللہ

نعت ﷺ

جناب منشی دھوراجوی

بارگاہِ رسالت مآب ما
(میمنی بولی میں)

یا رسول اللہ! بوڈی کشتی منجی تاریا ایو!
آوی جو مشکل۔مصیبت پاچھی آئیں واریا ایو!

آئیں جو احسان ہن امت ملھے آئی ہر گھڑی
ان جی بخشش لائی آنسو رات ڈیخ ساریا ایو

آئیں تا لجپال امت جا ایو بیشک حضور ﷺ
آسی امت کے ہر اک مشکل میں سنبھاریا ایو

آئیں حبوب الٰہی۔ رب محیب آئی آئیں جو
جلو رب جو آئیں۔ شب معراج میں ناہریا ایو

رحمت للعٰلمین۔ رحمت ایو ہر کوئی لائی
دشمنے کے پنڑ کڈے نا آئیں دھتکاریا ایو

آئیں جی سیرت تے گزرے زندگی ''یعقوب'' جی
اوج رستے تے ھلے جو آئیں ڈیکھاریا ایو

اپنی جاں نذر کروں!

کلام :مسرورانور

اپنی جاں نذر کروں، اپنی وفا پیش کروں
قوم کے مرد مجاہد، تجھے کیا پیش کروں
اپنی جاں نذر کروں

تو نے دشمن کو جلا ڈالا ہے، شعلہ بن کے
ابھرا ہر گام پہ تو، فتح کا نعرہ بن کے
اس شجاعت کا تجھے، کیا میں صلہ پیش کروں
اپنی جاں نذر کروں

عمر بھر تجھ پہ اللہ، اپنی عنایت رکھے
تیری جرات، تری عظمت کو سلامت رکھے
جذبہ شوق شہادت کی دعا پیش کروں
اپنی جاں نذر کروں

دل میں پیدا کیا، اک جذبہ تازہ تو نے
میرے گیتوں کو نیا حوصلہ بخشا تو نے
کیوں نہ تجھ کو انہی گیتوں کی نوا پیش کروں
اپنی جاں نذر کروں

مشعلِ راہ

قرآن پاک کے احکامات اور حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں لوگوں کے مال و جائیداد اور اراضی پر ناجائز قبضہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا بنیادی سبب بنے گا اور ذہنی سکون برباد اور زندگی بھر ضمیر ملامت کرے گا

وراثت کی تقسیم میں دیر نہ کریں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

غور کیجیے تو کائنات میں انسان کا تمام اشیاء سے بڑھ کر زمین سے تعلق ہے، وہ خود زمین سے پیدا کیا گیا ہے۔(سورۃ الانعام) یہی زمین میں اس کے لیے بستر استراحت ہے۔ترجمہ:''اسی زمین میں موت تک اس کا قیام ہے۔''(سورۃ البقرہ22)

ترجمہ:''اللہ نے اس متواضع اور بچھی ہوئی زمین کو بلند و بالا اور سر پر سایہ فگن آسمان سے بھی پہلے پیدا فرمایا ہے۔''(سورۃ البقرہ63)

ترجمہ:قرآن مجید میں زمین کی قسم کھائی گئی ہے۔(سورۃ الطارق:12) زمین کا اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مختلف عنوان سے 164 بار زمین کا ذکر کیا ہے،شاید ہی مخلوقات عالم میں کسی کا اس تکرار اور کثرت کے ساتھ ذکر ہو، پھر غور کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تمام ضرورتوں کو زمین سے متعلق رکھا ہے،اسی زمین سے درخت اگتے ہیں، پودے پنپتے ہیں، پھل پھول اور مختلف اقسام کی غذائیں پیدا ہوتی ہیں، دلوں کو لبھانے اور آنکھوں کو بھانے والے خوبصورت گل بوٹے اور خوشبودار بہار بردوش پھول اور پتے وجود میں آتے ہیں۔

اسی زمین نے اپنے سینے میں دودھ سے بھی زیادہ قیمتی پانی چھپا رکھا ہے، جو ہماری پیاس کا مداوا ہے،سونا، چاندی، لوہا، تانبا، رنگ برنگ پتھر، بہتا ہوا پیٹرول اور توانائی سے بھرپور گیس اور نہ جانے کیا کیا نعمتیں ہیں جنھیں زمین نے نہایت صبر و ضبط کے ساتھ اپنے اندر چھپا رکھا ہے،یہ دولت مند ہے،لیکن نشہ دولت سے خالی، وسیع و عریض ہے، لیکن کبر و ترفع سے عاری، ہر وقت انسان کے قدموں میں بچھی ہوئی اور ہمہ دم اس کی خدمت کے لیے تیار و مستعد، پھر آخر انسان کو واپس بھی اسی مٹی میں جانا ہے اور قیامت تک اسی کی آغوش میں وقت کاٹنا ہے، پھر اسی کے آغوش سے باہر نکل کر عالم آخرت تک پہنچنا ہے، پیدائش سے موت اور موت سے پھر دوسری

زندگی تک یہی مٹی غم جاناں اور غم دوراں میں ساتھ دیتی ہے۔

غرض زمین اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ایک شاہ کار ہے، اسی لیے زمین کی محبت اور حرص بھی انسان کے اندر نسبتاً زیادہ پائی جاتی ہے، کبھی یہ محبت حب الوطنی سے بڑھ کر وطن پرستی تک جا پہنچتی ہے، جس کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے بجا طور پر کہا ہے: اسی وطن پرستی نے عالم اسلام کو پارہ پارہ اور بے اثر کر کے رکھ دیا ہے، کبھی زمین کی یہ محبت حرص و ہوس کی طرف لے جاتی ہے اور زمین پر ناجائز قبضہ اور ناجائز خرید و فروخت تک پہنچ ہوتی ہے، چناں چہ آج کل اخبارات میں آئے دن قتل و خون کی جو خبریں آتی ہیں، وہ زیادہ تر زمین ہی کے مسئلے سے جڑی ہوتی ہیں، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ تمام بڑے شہروں میں زمین کی ناجائز خرید و فروخت کا بازار گرم ہے، بعض بھولے بھالے خریدار تو اپنی زمین کا منہ بھی نہیں دیکھ پاتے بعض لوگ زمین خرید کر پلاٹ چھوڑ دیتے ہیں اور جب سال دو سال کے بعد آتے ہیں، تو دیکھتے ہیں کہ ان کی زمین پر مکان بنا ہوا ہے، مگر یہ مکان کسی مخلص و ہمدرد کی طرف سے ان کے لیے ''تحفۂ غیر مترقبہ'' نہیں ہوتا، بلکہ اس شخص کا مکان ہوتا ہے جس کے ہاتھوں دوبارہ زمین فروخت کی جاتی ہے، پہلے اور دوسرے خریدار کے درمیان نزاع چھڑ جاتا ہے اور اصل فروخت کرنے والا منظر سے غائب ہو جاتا ہے، بعض جگہ تو تعمیر شدہ مکان پر ناجائز قبضہ کرلیا گیا ہے، زمین بھی گئی، پیسے بھی اور محنت بھی!

ایک روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی کسی کی ہڑپ کرلی، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن مکلف کریں گے کہ وہ اس زمین کو حاضر کرے، یہاں تک کہ اس کی سات تہیں قیامت کے دن اس کے گلے کا طوق بنادی جائیں گی، تا آں کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 17539)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کچھ بھی زمین ناحق لے لی، وہ قیامت کے دن سات تہوں تک اس میں دھنسایا جائے گا۔'' (بخاری شریف حدیث نمبر 2454)

ان احادیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ لوگوں کے مال و جائیداد اور زمین پر ناجائز قبضہ کتنا شدید گناہ ہے اور کسی بھی طرح ایک مسلمان بلکہ شریف انسان کے شایانِ شان نہیں، یہ رویہ نہ مسلمانوں کے ساتھ درست ہے اور نہ غیر مسلموں کے ساتھ، افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ ظاہری دین داری کے ساتھ اس طرح کا تکلیف دہ رویہ اختیار کرتے ہیں، شکل و صورت وضع قطع اور بات چیت سے پکے دین دار ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے اور لوگ اس سے دھوکہ کھا جاتے ہیں، چاہے وہ لوگوں کو دھوکہ دے دیں، لیکن یقیناً اللہ تعالیٰ کو اور اپنے ضمیر کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس تجارت میں سارے لوگ ایسے نہیں ہیں اور ایمان دار اور دیانت دار لوگوں سے یہ پیشہ خالی نہیں ہوا ہے۔ کسی معاشرے میں برائی کو اس وقت تک روکا نہیں جاسکتا، جب تک برائی پر ٹوکنے والی زبانیں، اسے روکنے والے ہاتھ اور اسے برا سمجھنے والے دل موجود نہ ہوں، جیسے ایک چور (جس کی چوری کا راز کھل گیا ہو) شرمندگی کا احساس کرتا ہے اور سماج کے دامن کو اپنے لیے تنگ محسوس کرنے لگتا ہے، اسی طرح زمین کے ناجائز قابضین کو روکنے والے ہاتھ ہوں، انہیں ٹوکنے والی زبان ہو، انہیں لوگ برا سمجھتے ہوں، اور وہ محسوس کرتا ہو کہ اس حرکت سے میں سماج کی تحقیر و ناپسندیدگی کا خریدار بن جاؤں گا، تو یہ خوف اسے گناہ سے باز رکھ سکتا ہے، ورنہ اس کے جرم میں بالواسطہ پورا سماج شریک ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ مسجد کے منبروں سے، جلسوں کے شہ نشینوں سے، جماعتوں سے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھے اور اسے روکنے کی کوشش کی جائے اور اس تجارت کو صحیح طریقے پر اور جائز حدود میں رکھنے کی ترغیب دی جائے تو یقیناً یہ قوم کی ایک بڑی اہم خدمت ہوگی۔

☆☆☆☆☆

(بشکریہ: روزنامہ جنگ کراچی۔ مطبوعہ اتوار 25 فروری 2018ء)

جذبہ دفاع پاکستان

ستمبر 1965ء کی پاک بھارت جنگ نے ملک عزیز کا علیحدہ تشخص دنیا پر واضح کیا

آج بھی 65ء کے جذبے کی ضرورت ہے، وطن عزیز پر جان نچھاوڑ کرنے والے بہادر سپوت ہیں

یوم دفاع پاکستان۔ جنگ ستمبر کا معرکہ

☆ بے مثال جرات، بہادری اور لازوال قربانیوں سے عبارت 17 دن، افواج پاکستان کے دلیر سپاہیوں کی شجاعت و جذبے کی وجہ سے آج ہم کامیاب ہیں۔

☆ ستمبر 1965ء کی جنگ کے دوران پاکستانی قوم نے جس جرات اور بہادری کا مظاہرہ کیا وہ ہمارے نظریات اور قومی شعور کا مظہر ہے۔ یہ ایک ایسا معرکہ تھا جب ہمیں اپنے سے کہیں زیادہ عددی برتری والے دشمن سے مقابلہ کرنا تھا۔

☆ اس یوم دفاع پاکستان پر ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں ان محافظوں اور بہادر جوانوں کو جو ہمارے لئے اور پاکستان کے لئے اپنی جان قربان کرتے ہیں۔

6 ستمبر ہر سال آتا ہے اور قوم کو وطن کی محبت سے سرشار کرکے گزر جاتا ہے۔ یہ بات نہیں کہ قوم اس دن کے علاوہ وطن سے محبت نہیں کرتی۔ پاکستان کا ہر فرد اس پاک سرزمین کو دل و جان سے چاہنے والا ہے لیکن 6 ستمبر جسے قوم یوم دفاع پاکستان کے نام سے یاد کرتی ہے، قوم کو وہ وقت یاد دلاتا ہے۔ 6 ستمبر 1965ء کو ایک بڑے دشمن نے حملہ کردیا تھا۔ بلاشبہ دشمن نے یہ سب کچھ اپنے مدمقابل کو نہایت کمزور اور ناتواں سمجھ کر کیا لیکن اس قوم نے اپنی افواج کے ساتھ مل کر نہ صرف دشمن کی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا بلکہ دشمن کے علاقوں پر قبضہ بھی کرلیا۔ دشمن جو لاہور سمیت پاکستان کے دیگر علاقوں کو فتح کرکے اس نوزائیدہ مملکت کو نعوذ باللہ نیست و نابود کرنا چاہتا تھا، میجر عزیز بھٹی اور میجر شفقت بلوچ جیسے سپوتوں کے سامنے بے بس ہو گیا اور بی آر بی نہر بھی پار نہ کرسکا۔

قوم ہر سال 6 ستمبر کو "یوم دفاع پاکستان" مناتی ہے۔ یوم دفاع قوم میں جہاں ایک نئی امنگ پیدا کرتا ہے وہیں دشمن کے قبیح عزائم کی نشان دہی بھی کرتا ہے کہ کس طرح اس نے ایک آزاد ملک کی آزادی کو سلب کرنے کی ناپاک کوشش کی اور اس قوم کے غیظ و غضب کو دعوت دی جس نے صرف دو دہائیاں قبل ہزاروں جانوں کی قربانی دے کر اپنے لیے ایک الگ اور آزاد مملکت حاصل کی تھی۔ جنگ ستمبر 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں بھی پاکستان کی قوم نے اپنے جاں نثار بیٹوں کے شانہ بشانہ ملک کی سرحدوں کا دفاع باقاعدہ انداز میں موثر بناتے ہوئے دنیا کو یہ باور کرادیا کہ ہم ایک زندہ قوم ہیں۔ اس جنگ میں بہادری اور جرات کے جو کارنامے سرانجام دیے گئے اور قربانی کا جو جذبہ دیکھنے میں آیا وہ ناقابل یقین تھا۔

آج بھی قوم میں وہی جذبہ ہے کہ قوم اور افواج پاکستان گزشتہ 14 اگست 1947ء سے 14 اگست 2021ء کے 74 سال کے

Defence Day Of Pakistan

عرصے سے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ پاک افواج نے جس طرح دہشت گردی کے عفریت کا مقابلہ کیا ہے اس پر بین الاقوامی طاقتیں بھی انگشت بہ دنداں ہیں۔ اس میں دو رائے نہیں کہ پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں دنیا بھر کے ممالک سے زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ ستمبر 1965ء میں دشمن فوج سترہ روز جنگ میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

پاکستانی قوم نے جس جرات اور بہادری کا مظاہرہ جنگ کے دنوں میں کیا وہ ہمارے نظریات اور قومی شعور کا مظہر ہے۔ یہ ایک ایسا معرکہ تھا جب ہمیں اپنے سے کہیں زیادہ عددی برتری والے دشمن سے مقابلہ کرنا تھا اور قوم کا یہی جذبہ تھا جس نے ہماری افواج کو دشمن کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیا۔ جہاں ہماری بری فوج نے دشمن کو اس کی جارحیت کا دندان شکن جواب دیا وہیں ہمارے شاہینوں نے بھی پیشہ ورانہ مہارت کے اعلیٰ معیار قائم کیے۔ ان معرکوں میں پاک بحریہ بھی کسی سے پیچھے نہ تھی کہ اس نے ناقابل فراموش کارکردگی سے دشمن کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ جنگ ستمبر 1965ء میں پاکستانی عوام کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ یہ معرکہ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کا امتحان تھا جس میں سرخرو ہو کر قوم نے ثابت کیا کہ وہ اپنے سرحدی محافظوں کے ساتھ ہے۔ قوم میں پایا جانے والا اتحاد اور شہریوں کا عزم لاہور، سیالکوٹ اور سرگودھا میں لہراتے ہوئے ہلال استقلال سے عیاں ہوتا ہے۔ جنگ ستمبر کا ایک محاذ ہمارے ادیبوں، شاعروں، گلوکاروں نے سنبھالا اور ولولہ انگیز ترانے اور نغمے تخلیق کیے جو نہ صرف قوم کے جذبات کے ترجمان تھے بلکہ میدان جنگ میں مصروف کارعساکر پاکستان کے جوش اور ولولے کی ضمانت بھی تھے۔ رئیس امروہوی کا لکھا ہوا ملی نغمہ خطہ لاہور تیرے جاں نثاروں کو سلام جب مہدی حسن کی آواز میں ریڈیو اور ٹی وی سے نشر ہوا تو اس نے قوم اور افواج پاکستان میں ایک نئی روح پھونک دی۔

تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ان چالیس برسوں میں ہم نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں ترقی کی ہے۔ دفاعی شعبے میں مکمل خود کفالت کی منزل حاصل کرلی گئی ہے۔ کیا یہ اعزاز کم ہے کہ پاکستان دنیائے اسلام کی واحد ایٹمی طاقت ہے۔ ہماری افواج جدید اسلحہ و ساز و سامان سے لیس ہیں۔ چھوٹے ہتھیاروں سے لے کر ڈھائی ہزار کلومیٹر تک مار کرنے والے میزائل، جدید بکتر بند گاڑیوں سے لے کر دنیا کے تیز اور موثر ترین ٹینک الخالد تک، مشاق طیاروں سے لے کر جدید لڑاکا طیاروں جے ایف 17 تھنڈر تک اور سب سے بڑھ کر جنگی بحری جہازوں اور جدید ترین آبدوزوں تک اندرون ملک تیار کیے جا رہے ہیں لیکن بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے دفاع وطن کے تقاضوں کو آج بڑے بڑے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ یہ جنگ نے آج اس حوالے سے بھی اہمیت اختیار کر گئے ہیں کہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں برسرپیکار ہے۔ اس نے آپریشن ضرب عضب کے ذریعے وزیرستان میں موجود ملکی اور غیر ملکی دہشت گردوں پر ایسی کاری ضرب لگائی ہے کہ انہوں نے بھاگنے میں عافیت جانی۔ بلاشبہ اس کے پیچھے بھی ستمبر 1965ء کی جنگ والا جذبہ ہی ہے جو دہشت گردوں کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں۔

آپریشن ضرب عضب میں بھی پوری قوم پاک فوج کے سپوتوں کے ساتھ کھڑی ہے۔ سیاست داں، دانشور، ذرائع ابلاغ، طلبہ، خواتین، مرد، بوڑھے اور بچے بھی پاک فوج کی کامیابی کے لیے قائداعظم کے سنہرے قول اتحاد، تنظیم اور یقین محکم کی عملی تصویر بنے دکھائی دیتے ہیں جو اس امر کی علامت ہے کہ پاکستان کی قوم یکجا ہو جائے تو بڑے سے بڑے خلفشار اور جارحیت سے بھی بہ خوبی نمٹ سکتی ہے۔

اس عظیم جنگی معرکے میں کامیابی کا سہرا افواج پاکستان کے ہر اس افسر اور جوان کے سر جاتا ہے جس نے مشکل ترین حالات میں بھی موت کے خوف سے بالاتر ہو کر بھارتی فوج کے پرخچے اڑا دیے۔ چونڈہ سیالکوٹ کے محاذ پر ہونے والی دنیا کی دوسری بڑی ٹینکوں کی جنگ تھی جس

میں پاک افواج نے بھارتی فوج کو ناکوں چنے چبوادیے۔ ستمبر 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے حوالے سے تین اہم ترین ریکارڈ قائم ہوئے جن کا ذکر دنیا کی جنگی تاریخ میں ہمیشہ کے لیے شامل ہو چکا ہے۔

ان میں ایک ریکارڈ یہ ہے کہ لاہور ہڈیارہ سیکٹر پر بھارتی فوج کے ایک بریگیڈ کو پاک فوج کی ایک کمپنی نے میجر شفقت بلوچ کی قیادت میں دس گھنٹے تک نہ صرف روکے رکھا بلکہ پورے بریگیڈ کو تباہ کردیا۔ دوسرا عالمی ریکارڈ ایئر کموڈور ایم ایم عالم کا ہے جنھوں نے صرف چند سیکنڈوں میں بھارت کے پانچ جنگی طیارے گرا کر بھارتی فضائیہ کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ ستمبر 1965ء کی جنگ کی یہ خاص بات ہے کہ بھارت کی بری فوج میدان جنگ میں واضح شکست سے ہمکنار ہوئی، بھارتی فضائیہ کو جنگ کے ابتدائی دنوں میں ہی راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا جبکہ حجم کے اعتبار سے بھارتی بحریہ طاقتور ہونے کے باوجود پاکستانی بحریہ کے ہاتھوں پے در پے شکست سے ہمکنار ہوتی رہی۔ زندہ قومیں ان بیٹوں کو یاد رکھتی ہیں جو اپنی قوم کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے وطن کے باسیوں کو پرامن زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ مورخ خود کبھی تاریخ کا حصہ نہیں ہوتے، تاریخ انہیں یاد رکھتی ہے جو تاریخ رقم کر جاتے ہیں۔

پاکستان کی تاریخ بھی ایسے کئی جوانمردوں کی داستانوں سے بھری پڑی ہیں۔ جنھوں نے جان کا نذرانہ دے کر شہادت کا درجہ پایا، گہرے زخم کھائے یا غازی بن کر لوٹے۔ افواج پاکستان کے ہزاروں ایسے فرزند ہیں جنھوں نے دیدہ و نادیدہ دشمنوں سے لڑتے ہوئے اپنے جسم کا کوئی حصہ اپنے وطن پر قربان کر دیا لیکن ملکی سالمیت پر آنچ نہیں آنے دی۔ یہ وہ بلند حوصلے والے سپاہی ہیں جن کو پوری قوم تحسین کی نظر سے دیکھتی ہے۔ انہی سپاہیوں نے اہل وطن کو مستحکم پاکستان کی روشن راہیں دکھائی ہیں اور دشمن پر یہ واضح کر دیا ہے کہ جب تک ایسے غازیان وطن موجود ہیں ان کے مذموم مقاصد کبھی پورے نہیں ہو سکتے۔

استدعا برائے اشتہارات

ماہنامہ میمن سماج کراچی بانٹوا میمن جماعت کا واحد ترجمان ہے

جس میں پوری بانٹوا میمن اور میمن برادری کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ علمی، تاریخ و ثقافت، تحقیقی مضامین، انٹرویو، سوانح حیات، ادبی معلومات و تفریحی مواد پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ہر ذوق طبع کے لئے یہ دلچسپ جریدہ ثابت ہو اس لئے برادری اور دیگر تاجر و کاروباری حضرات سے استدعا ہے کہ

ماہنامہ میمن سماج میں اشتہارات دے کر اسے مالی استحکام بخشیں اور اپنا بھرپور تعاون فرمائیں

اشتہارات کی بکنگ اور نرخ کے سلسلے میں بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی سے رجوع کریں۔ شکریہ

آپ کے عملی تعاون کا پیشگی بے حد شکریہ

فون : 32728397 - 32768214

پتا : ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

جناب محمود شام

علم و ادب اور صحافت میں اعلیٰ پائے کی شخصیت جناب محترم محمود شام کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ چھے دہائیوں سے زیادہ عرصے پر محیط لوح وقلم کی پرورش کر رہے ہیں۔ آپ راجپورہ ریاست پٹیالہ غیر منقسم ہندوستان میں 1940ء میں پیدا ہوئے۔ اگست 1947ء میں غلام سرزمین سے آزاد وطن کی طرف جھنگ میں ہجرت کی۔ گورنمنٹ کالج جھنگ سے بی اے اور جنوبی ایشیاء کی ممتاز درس گاہ گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفے میں ایم اے کیا۔ گورنمنٹ کالج جھنگ کے میگزین (مجلہ) کارواں گورنمنٹ کالج لاہور سے میگزین (مجلہ) راوی کے بھی ایڈیٹر (مدیر) رہے۔

پہلی شناخت شاعر کی حیثیت کے طور پر ہوئی۔ 1960ء سے ان کا کلام پاکستان اور بھارت کے علمی اور ادبی جرائد میں شائع ہوتا رہا ہے۔ میڈیا سے وابستگی 1963ء میں نوائے وقت گروپ سے پھر جنگ گروپ کے ہفت روزہ اخبار جہاں پھر روزنامہ جنگ سے ایک طویل عرصے منسلک رہے۔ سات سال کے عرصے کے بعد آج کل پھر جنگ گروپ سے وابستہ ہیں۔ پانچ سال سے اردو کا ایک علمی، ادبی، سیاسی اور معلومات افزا ماہنامہ اطراف بھی نکال رہے ہیں۔ جس کا بنیادی مقصد پاکستانی عوام کا ذہنی معیار ترقی یافتہ ملکوں کے شہریوں کے برابر بلند کرتا ہے۔ آپ نے 2017ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور اپنے بابرکت سفر حج کا احوال کو "رحمن کے مہمان" کے نام سفرنامہ قلمبند کیا جو قارئین میں بہت مقبول ہوا تھا۔

علاوہ آپ کی علمی اور سیاسی تصانیف اپ سیٹ 2008ء (اشاعت 2009ء)، امریکہ کیا سوچ رہا ہے (مطبوعہ 2005ء)، مملکت اے مملکت (طباعت 2006ء)، بھارت میں بلیک لسٹ (اشاعت 2002ء)، روبرو (اشاعت 2001ء)، جہاں تاریخ روتی ہے نظموں اور غزلوں کا مجموعہ کلام (طباعت 2012ء)، ترقی کرتا دشمن (اشاعت 2014ء)، پاکستان پر قربان تصانیف شامل ہیں۔ (تعارف: کھتری عصمت علی پٹیل)

پرفشاں مجاہدو

اے ہوا کے راہیو، بادلوں کے ساتھیو، پرفشاں مجاہدو
تم وطن کی لاج ہو پاک سرزمین کی
اپنی جاں پہ کھیل کر تم بنے سلامتی

اے ہوا کے راہیو، بادلوں کے ساتھیو، پرفشاں مجاہدو
تم فضا کا حسن ہو آسماں کا ناز ہو
تم دلوں میں پھیلتی روشنی کا راز ہو

اے ہوا کے راہیو، بادلوں کے ساتھیو، پرفشاں مجاہدو
گر ہو قوت یقیں یہ ہوا یہ فاصلے
آسماں کی وسعتیں ایک ایک ہیچ ہیں

اے ہوا کے راہیو، بادلوں کے ساتھیو، پرفشاں مجاہدو
دشمنوں کے بال و پر کتنی جلدی کٹ گئے
شہر شہر خوف کے سائے تھے جو چھٹ گئے

اے ہوا کے راہیو، بادلوں کے ساتھیو، پرفشاں مجاہدو
اڑ رہا ہے دور تک چاند تارے کا علم
امن ہے نگر نگر عافیت قدم قدم

اے ہوا کے راہیو، بادلوں کے ساتھیو، پرفشاں مجاہدو

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے اعزازی جنرل سیکریٹری اور

ماہنامہ میمن سماج کے مدیر اعزازی کے عہدوں پر فائز جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا کی والدہ محترمہ

حاجیانی امینہ بائی بنت حاجی رحمت اللہ میسیا
جو حاجی قاسم محمد کاپڑیا کی بیوہ

کی غم انگیز رحلت

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے اعزازی جنرل سیکریٹری اور ماہنامہ میمن سماج کے مدیر اعزازی کے عہدوں پر فائز جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا کی والدہ محترمہ حاجیانی امینہ بائی بنت حاجی رحمت اللہ میسیا جو حاجی قاسم محمد کاپڑیا کی بیوہ مختصر علالت کے بعد 29 اگست 2021ء کو 88 سال کی عمر پا کر رحلت فرما گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

نماز جنازہ بعد نماز عصر موتی مسجد کلفٹن (بلاک 8) میں ادا کی گئی اور تجہیز و تدفین میوہ شاہ قبرستان میں عمل میں آئی۔ نماز جنازہ اور تدفین میں بانٹوا میمن جماعت، بانٹوا میمن خدمت کمیٹی، بانٹوا میمن راحت کمیٹی، بانٹوا انجمن حمایت اسلام، آل پاکستان میمن فیڈریشن، میمن پروفیشنل فورم، انٹرنیشنل میمن آرگنائزیشن، پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی اور ورلڈ میمن آرگنائزیشن کے عہدیداران، سب کمیٹیوں کے کنوینز اینڈ چیئرمین صاحبان، ممتاز سماجی اور فلاحی شخصیات، سماجی ورکرز، عزیز و اقارب، دوست احباب کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

قرارداد تعزیت ۔ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

بانٹوا میمن جماعت کے اعزازی جنرل سیکریٹری اور ماہنامہ میمن سماج کے چیف ایڈیٹر جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا کی والدہ محترمہ حاجیانی امینہ بائی زوجہ حاجی قاسم محمد کاپڑیا کی غم انگیز رحلت پر ہم سب ساتھی عہدیداران

☆ جناب نجیب عبدالعزیز بالاگام والا، صدر

☆ جناب محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا، سینئر نائب صدر اول

☆ جناب محمد سلیم محمد صدیق بکیا، سینئر نائب صدر دوم

☆ جناب محمد ارشد محمد ادریس جانگڑا، جونیئر نائب صدر اول

☆ جناب محمد اعجاز رحمت اللہ بھرم چاری، جونیئر نائب صدر دوم

☆ جناب فیصل محمد یعقوب دیوان، جوائنٹ سیکریٹری اول

☆ جناب محمد شہزاد ایم ہارون کوٹھاری، جوائنٹ سیکریٹری دوم

اور مجلس عاملہ کے اراکین، سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مرحومہ کے صاحبزادے جناب انور کاپڑیا کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحومہ کے تمام لواحقین سے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں مرحومہ کی مغفرت کر کے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کرے (آمین)

41 سال قبل کی مطبوعہ گجراتی تحریر کا اردو ترجمہ

ماضی کی یادیں اور باتیں۔۔اوراق گم گشتہ

قدیم روایات اور رسوم و رواج کی روشنی میں تحریر کیے گئے چند تاریخی حقائق

پگڑی کی تاریخ اور میمن برادری

تحقیق و تحریر: حاجی قاسم حبیب کھانانی (مرحوم)، سابق صدر میمن فیڈریشن

پگڑی کے خلاف آج پوری میمن اور گجراتی برادری میں ایک شور برپا ہے۔ اتنی مخالفت تو کسی اور رسم کی نہیں ہوئی ہوگی جتنی پگڑی کی ہو رہی ہے۔ اس سارے شور و شغب میں مہربان جماعت کے لیے ضروری ہوگیا کہ وہ بھی اس ضمن میں ایک عام میٹنگ بلائے اور اس مسئلے پر بات کرے مگر یہ میٹنگ اس لیے ناکام ہوگئی کہ اس پگڑی کے خلاف دستخط کرنے والوں کی قابل قدر یا مطلوبہ تعداد موجود نہیں تھی۔

لوگوں کے ذہنوں میں ایک سوال یہ سر اٹھا رہا ہے کہ کیا یہ پگڑی کی بلا اچانک ہی کہیں سے نکل آئی ہے، کیا اس نے بغیر کسی وجہ کے ہمارے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے؟ کیا یہ بلا صدیوں سے ہمارے معاشرے میں رائج ہے یا ابھی آگئی ہے؟ ان سوالوں کے جواب تلاش کیے گئے تو معلوم ہوا کہ پگڑی تو ہمارے معاشرے میں نامعلوم وقتوں سے مختلف صورتوں میں رائج رہی ہے۔ میں نے جو تحقیق کی اس کی روشنی میں پگڑی کو مختصر طور پر پیش کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ بات قارئین کی سمجھ میں آجائے!

Late Haji Qasim A. Habib Khanani

معاشرتی ماہرین کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں شادی کرنے کے لیے باقاعدہ رشتہ نہیں بھیجا جاتا تھا بلکہ لڑکا یا تو اپنی پسند سے لڑکی کو بھگا کر لے جاتا تھا یا پھر اس کے ساتھ زیادتی کر ڈالتا تھا تاکہ لڑکی والے مجبور ہو جائیں اور بعد میں اسی سے شادی کر دیں۔ لڑکی کے والدین اپنی لڑکی کو بھگا لے جانے کے جرم کو کسی صورت معاف کرنے کو تیار نہیں ہوتے تھے۔ اس دور میں انتقام اور دشمنی سے بچنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا تھا کہ ایک بڑی نقد رقم (اس بدلے میں) ادا کر دی جاتی تھی۔ شاید یہی وہ بدلہ تھا جو بعد میں شادی کے موقع پر دیے جانے والے تحفوں کی صورت اختیار کر گیا۔ اس طرح ان تحفوں کی وجہ سے بدلہ کی آگ ٹھنڈی پڑنے لگی۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ رواج بھی تبدیل ہوتے چلے گئے۔ پہلے تو شادی کے موقع پر لڑکی کے والدین کو

مادی فوائد ملتے تھے مگر بعد میں یہ عمل الٹا ہو گیا اور اب لڑکی کے والدین کو کوئی فائدہ ملنے کے بجائے الٹا انہیں دینا پڑ گیا جو جہیز کہلایا۔

قدیم دور میں یونان کے لوگ لڑکی (دلہن) کو بہت تحائف دیتے تھے۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب اس خطے میں اپنی پسند کے داماد حاصل کرنے کے لیے انہیں باقاعدہ خریدا جانے لگا۔ اس کے باوجود جہیز کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اس زمانے میں دولت مند اور معزز لوگ اپنی بیٹیوں کو بڑے فخر کے ساتھ جہیز دیتے تھے اور دولت مند اپنی جائیداد کے دسویں حصے سے کم اپنی بیٹی کو دینے میں اپنی توہین سمجھتے تھے اس کے باوجود جہیز کو قانونی حیثیت حاصل نہیں تھی۔ یہ صرف ایک معاشرتی رسم تھی۔

جہیز کو نئے جوڑے کے لیے ایک مالی مدد سمجھا جاتا تھا کہ اس جوڑے پر زیادہ مالی بوجھ نہ پڑے۔ دوسرے یہ کہ جہیز طلاق کے خلاف بھی ایک ڈھال تھا کیونکہ دولہا کسی بھی صورت میں جہیز کی ملکیت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ جہیز دلہن کی ملکیت ہی رہتا تھا مگر دولہا اس سے فائدہ ضرور حاصل کرتا تھا۔ کچھ حالات جیسے لڑکی کی موت یا طلاق کی صورت میں دولہا کو تمام جہیز لڑکی والوں کو واپس کرنا ہوتا تھا اور بعض حالات میں تو دولہا کو اس جہیز کی ضمانت کے طور پر اپنی جائیداد تک گروی رکھنی ہوتی تھی۔

روم میں لڑکے کو منگنی کے موقع پر لڑکی تو تحفے دینے ہوتے تھے۔ یہ شادی کی یادگار بھی کہلاتے تھے لڑکی قانونی طور پر اپنے باپ سے جہیز دینے کا مطالبہ کر سکتی تھی۔ یہاں بھی جہیز کو نئے خاندان کے اخراجات میں سہولت سمجھا جاتا تھا۔ مسولینی کے دور میں والدین کو اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر اس کا جہیز کا مطالبہ پورا کرنا ہوتا تھا۔ ایک قدیم بادشاہ کے دور میں دلہا کے لیے لازم تھا کہ طلاق کے وقت جہیز کی رقم یا سارا سامان دلہن کو واپس دے لیکن اس معاملے میں اگر لڑکی قصوروار ہے تو وہ جہیز واپس نہیں لے سکتی تھی۔

ٹیوٹونک لوگوں میں بھی اسی طرح کے رسم و رواج تھے۔ چھٹی تا نویں صدی عیسوی تک تحفے لڑکی کو دیے جاتے تھے اور رسم کے طور پر کچھ زیورات لڑکی کے والدین کو دیے جاتے تھے۔ انگریز و عیسائی پادریوں نے بھی اس رواج کو تسلیم کر لیا تھا۔ جہیز کو لڑکی کے فائدے کے لیے بہتر سمجھا جاتا تھا اور شوہر کی موت کی صورت میں یہ اس کا سہارا ہوتا تھا۔ دلہا کسی بھی صورت میں لڑکی کو جہیز سے فیض یاب ہونے سے نہیں روک سکتا تھا۔ جہیز واپس لینے کا حق بیوہ کو یورپ کے چند ممالک کو چھوڑ کر ہر جگہ تسلیم کیا گیا ہے۔ روس میں لڑکی کے باپ کو لڑکی کی قیمت کے عوض جو بھی ملتا تھا، وہ اس میں سے زیادہ تر حصہ جہیز کی شکل میں لڑکی کو دے دیتا تھا۔

برطانیہ کے قانون میں لڑکی کا باپ دلہن کے پہلے سال کی پوری قیمت، دوسرے سال کی 2/3 قیمت اور تیسرے سال کی آدھی قیمت خود رکھ لیتا اور باقی بھی لڑکی کو دے دیتا۔ بے بی لون یا بابل میں دلہا کو زیادہ حقوق حاصل تھے۔ وہ جہیز کی رقم سے بھی فیض یاب ہو سکتا تھا اور اس کے لائے ہوئے سامان سے بھی لیکن اس کے باوجود جہیز کی ملکیت کے حقوق لڑکی کو ہی حاصل تھے۔

مسلمین میں لڑکی کا باپ مہر کی رقم بھی دیتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ رقم اور سامان و اسباب بھی دیا کرتا تھا جو گھر کے لیے ضروری ہوتا تھا۔ مصر کا طریقہ تھوڑا سا مختلف تھا۔ اس ملک میں لڑکی کا باپ لڑکے کو لڑکی کی قیمت کی صورت میں جتنی رقم دیتا تھا، اس سے زیادہ رقم اپنی بیٹی کو دیتا تھا۔ آج بھی یہ رواج یعنی دلہا کے دلہن کی قیمت دینے کا رواج یہودیوں میں قائم ہے مگر انڈیا اور پاکستان میں یہ صورت حال کچھ اور ہے۔ ان ملکوں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ ہندوستان میں لڑکی کی جو قیمت پہلے اس کے والدین کو ملتی تھی، یہ رقم اب لڑکی کو براہ راست دے دی جاتی ہے مگر تحائف کی صورت میں! یہ اس لڑکی کی شادی کے تحفے کہلاتے ہیں جن کی وہ خود مالک ہوتی ہے۔

پگڑی اور جہیز کے حوالے سے جب ہم بات کر رہے ہیں تو یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ زمانہ قدیم میں ایک باپ کو اپنے بیٹے کے لیے بیوی اور اپنے لیے بہو خریدنی پڑتی تھی مگر جن معاشروں میں ایک سے زیادہ شادیوں کا رواج نہیں اور ایک شخص کے لیے ایک ہی شادی یا ایک ہی بیوی کافی سمجھی جاتی ہے، ان معاشروں میں یہ طریقہ بالکل الٹ تھا۔ اب لڑکے کے لیے بیوی خریدنے کے بجائے لڑکی کے لیے شوہر یا اپنے لیے داماد خریدے جانے لگے۔ ہندوستان کے کچھ معاشروں میں داماد خریدنا ایک عام سی بات ہے۔ اس سے پہلے بھی کچھ فرقوں میں دولہے خریدے جاتے تھے۔ یہ رواج ان معاشروں میں عام ہے جہاں شادی ایک ہی ذات یا ایک ہی برادری میں کی جاتی ہے۔ ان حالات میں قیمت کافی زیادہ اور معیار بلند ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر گھر میں بیوی یا بہو نہ ہو تو وہ گھر بے رونق سا لگتا ہے اسی لیے ماضی، ماضی بعید، ماضی قریب اور زمانہ حال میں بھی بیوی اور بہو ناگزیر ہے۔ جس کے لیے چاہے لڑکے والوں کو دولت خرچ کرنی پڑے یا لڑکی والوں کو یہ رشتہ ضرور ہوتا ہے اور اس سے آگے جا کر زندگی میں بہار بھی آتی ہے مگر اصل مزہ اسی وقت آتا ہے جب دونوں میاں بیوی کے درمیان بھی محبت ہو اور دونوں خاندانوں کے درمیان بھی۔ اس کے بعد نہ کسی پگڑی کی حیثیت ہوتی ہے اور نہ جہیز کی۔ (حصہ گجراتی میں طبع ہوا۔ ماہنامہ میمن سماج کراچی 1980ء)

(اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل)

اے راہ حق کے شہیدو!

کلام: مشیر کاظمی

اے راہ حق کے شہیدو، وفا کی تصویرو!
تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں
اے راہ حق کے شہیدو!
لگانے آگ جو آئے تھے،آشیانے کو
وہ شعلے اپنے لہو سے بجھالیے تم نے
بچالیا ہے یتیمی سے کتنے،پھولوں کو
سہاگ کتنی بہاروں کے رکھ لیے تم نے
تمہیں چمن کی فضائیں سلام کہتی ہیں
اے راہ حق کے شہیدو!
چلے جو ہوگے شہادت کا جام پی کر تم
رسول پاک ﷺ نے بانہوں میں لے لیا ہوگا
علیؓ تمہاری شجاعت پہ جھومتے ہوں گے
حسینؓ پاک نے ارشاد یہ کیا ہوگا
تمہیں اللہ کی رضائیں، سلام کہتی ہیں
اے راہ حق کے شہیدو!
جناب فاطمہؓ جگر رسول کے آگے
شہید ہوکے کیا ماں کو سرخرو تم نے
جناب حضرت زینبؓ گواہی دیتی ہیں
شہیدو رکھی ہے بہنوں کی آبرو تم نے
وطن کی بیٹیاں،مائیں، سلام کہتی ہیں
اے راہ حق کے شہیدو، وفا کی تصویرو
تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں
اے راہ حق کے شہیدو! اے راہ حق کے شہیدو!

وضع داری، شرافت اور انسان دوستی کا پیکر

میمن برادری، بانٹوا میمن برادری اور گجراتی برادری کی ممتاز سماجی فلاح و بہبود کے شعبے کی مخیّر اور آئی ٹی تعلیم کے فروغ میں دامے، درمے اور سخنے ہمہ تن کوشاں رہنے والی پرخلوص اور محبِ وطن شخصیت

جناب محمد حنیف ایس کالیا بابائے آئی ٹی

کی غم انگیز رحلت

میمن برادری، بانٹوا میمن برادری اور گجراتی برادری کی ممتاز سماجی فلاح و بہبود اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کو فروغ دینے والی ممتاز اور محبِ وطن شخصیت جناب محمد حنیف ایس کالیا مختصر علالت کے بعد بروز جمعہ 20 اگست 2021ء کو 72 سال کی عمر پا کر رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم و مغفور کی نمازِ جنازہ موتی مسجد صبح دس بجے ادا کی گئی۔ مرحوم کی تجہیز و تکفین میں بانٹوا میمن جماعت، بانٹوا میمن خدمت کمیٹی، میمن پروفیشنل فورم، پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی، آل پاکستان میمن فیڈریشن، آئم ایم او (پاکستان چیپٹر)، ورلڈ میمن آرگنائزیشن کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین، تاجران، صنعت کاروں، سماجی رہنماؤں اور سماجی کارکنان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

آپ کی کمی میمن برادری، بانٹوا میمن برادری کے علاوہ سماجی اور فلاحی اداروں میں ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔ آپ کو بے شمار اداروں کی جانب سے ایوارڈ، یادگاری شیلڈ اور تعریفی اسناد سے نوازا گیا تھا۔ جناب محمد حنیف ایس کالیا کو بابائے آئی ٹی کے علاوہ سماجی اور فلاحی شعبوں میں قابلِ تحسین خدمات سرانجام دینے پر A Great Personality of 21st Century اور دیگر خطابات سے بھی نوازا گیا تھا۔ مرحوم نے خاندان کو سوگوار چھوڑا ہے۔ بھائیوں میں آپ سب سے بڑے تھے۔ اس کے بعد جناب اویس کالیا (بی ای)، جناب سکندر کالیا (بی کام) اور جناب مناف کالیا (بی ای)۔ بہنوں میں محترمہ بلقیس قاسم سانڈیاوالا اور حاجیانی ثمینہ عبدالرؤف فانسیا۔

مرحوم کی شریکِ حیات محترمہ ممتاز حنیف کالیا (ایم اے اکنامکس کیا ہے)، بچوں میں سب سے بڑے صاحبزادے جناب خرم حنیف کالیا (بی سی ایس) آپ کی زوجہ محترمہ فرحین زکریا ہیں۔ محترمہ قراۃ العین نے بی اے کیا ہے آپ زوجہ جناب شاہد حسین مکناجوی اے اور آئی سی ایم اے ہیں۔ محترمہ وفا (آئی بی اے سے ڈگری لی ہے) آپ زوجہ جناب جواد امین پوٹھیاوالا۔ مرحوم نے پوری فیملی کو سوگوار چھوڑا ہے جسے شدید صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔

قرارداد تعزیت۔ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

حاجی محمد حنیف ایم صدیق کالیا کی غم انگیز رحلت پر بانٹوا میمن جماعت کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین علاوہ سب کمیٹیوں کے

کنو ینز صاحبان نے ملک کی اور برادری کی ممتاز سماجی اور محب وطن شخصیت کی غم انگیز رحلت پر لواحقین سے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ مرحوم کی کمی بانٹوا میمن برادری میں ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔ آپ کی سماجی، فلاحی اور تعلیمی خدمات، ان کی یادوں اور باتوں کو ہمیشہ زندہ اور روشن رکھے گی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ مرحوم حاجی محمد حنیف ایس کالیا کی مغفرت کر کے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مرحوم کے لواحقین اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کرے (آمین)

ملک کے ممتاز ماہر اطفال، میمن اور بانٹوا میمن برادری کی سرکردہ شخصیت

معروف این جی او ہینڈز کے بانی اور چیئرمین، آل پاکستان میمن فیڈریشن کے ہیلتھ بورڈ کے چیئرمین

جناب ڈاکٹر عبدالغفار بلو تمغہ امتیاز کی شریک حیات

حاجیانی حاجرہ حبیب بگسرہ کی غم انگیز رحلت

ملک کے ممتاز ماہر اطفال، میمن اور بانٹوا میمن برادری کی سرکردہ شخصیت، معروف این جی او "ہینڈز" کے بانی اور چیئرمین اور میمن فیڈریشن کے ہیلتھ بورڈ کے چیئرمین جناب ڈاکٹر عبدالغفار بلو تمغہ امتیاز کی شریک حیات حاجیانی حاجرہ بائی حبیب بگسرہ مختصر علالت کے بعد 23 اگست 2021ء کو 75 سال کی عمر پا کر دار الفانی سے کوچ کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

نماز جنازہ بعد نماز ظہر گول مسجد (ہل پارک) میں ادا کی گئی اور تدفین میوہ شاہ قبرستان میں عمل میں آئی۔ نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین میں بانٹوا میمن جماعت، بانٹوا میمن خدمت کمیٹی، آل پاکستان میمن فیڈریشن، میمن پروفیشنل فورم، آئی ایم او، ورلڈ میمن آرگنائزیشن کے عہدیداران اور دیگر اراکین علاوہ کتیانہ میمن اسپتال، کھارادر جنرل اسپتال، آغا خان اسپتال مختلف میڈیکل طبی اداروں کے ممبران، ڈاکٹرز صاحبان، دوست احباب، عزیز و اقارب، سماجی اور فلاحی شخصیات کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

قرارداد تعزیت ۔ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی اور بانٹوا میمن خدمت کمیٹی

ڈاکٹر عبدالغفار بلو تمغہ امتیاز (ماہر امراض اطفال) کی شریک حیات محترمہ حاجیانی حاجرہ حبیب بگسرہ کے انتقال پر ملال کے موقع پر مذکورہ دونوں اداروں کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین نے مرحومہ کی غم انگیز رحلت پر ڈاکٹر عبدالغفار بلو صاحب سے دلی تعزیت کی ہے اور لواحقین سے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ مرحومہ حاجیانی حاجرہ حبیب بگسرہ کی مغفرت کر کے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا کرے (آمین)

ہمارے دانت کھانے، چبانے کے علاوہ بول چال میں بھی بنیادی کردار ادا کرتے ہیں

دانتوں کی صحت

تحریر: ڈاکٹر محمد سکندر جانگڑا، ممتاز ڈینٹل سرجن

''دانت'' اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک بیش بہا نعمت ہیں، ان کی جتنی بھی حفاظت کی جائے کم ہے، لیکن عموماً لوگوں کی ایک بڑی تعداد ان سے غفلت برتتی ہے اور اسی کے نتیجے میں قبل از وقت ان سے محروم بھی ہو جاتی ہے۔ دراصل بنیادی طور پر لوگ دانتوں کی بناوٹ، اہمیت اور کاموں سے ناواقف ہیں۔ آیئے آج ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ دانتوں کی اصل بناوٹ اور کام کیا ہیں؟

اگرچہ دانتوں کا اصل کام تو کھانا اور چبانا ہے، یعنی کھانے کو بہت ہی باریک اور مختصر حصوں میں تقسیم کرنا ہے تاکہ غذا کا ہضم کرنے والا جوس کو اپنا عمل مکمل کر سکے۔ مگر یہ بول چال میں بھی بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دانت بول چال کو آواز کی شکل دینے میں زبان اور ہونٹوں کی معاونت کرتے ہیں اور اسی لئے دانتوں کا ترتیب دار جبڑوں میں جڑے ہونے کا انداز اور ایک دوسرے سے منسلک ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مقام پر موجودگی بھی گفتگو پر اثر انداز ہوتی ہے کیوں کہ حروف تہجی کے بہت سے حروف ہم دانتوں کی مدد کے بغیر صحیح تلفظ کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے۔ مزید یہ کہ دانت ہمارے چہرے کو شکل دینے اور بنانے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں، ہونٹ اور گالوں کو سہارا دے کر ابھارے رکھتے ہیں کیوں کہ اگر دانت نہ ہوں تو ہونٹ اندر دب جائیں اور تھوڑی باہر نکل آئے، گال پچک جائیں اور چہرہ پچکا ہوا نظر آنے لگے، لیکن اگر یہی دانت صحت مند ہوں، ان کی احتیاط کے ساتھ حفاظت کی جائے تو یہ نہ صرف چہرے کی کشش میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ صحت کی بحالی میں بھی معاون

ثابت ہوتے ہیں۔

دانتوں کے متعلق بنیادی معلومات کے ضمن میں دانت کی بیرونی اور اندرونی ساخت کے متعلق جاننا ازحد ضروری ہے۔ منہ کے اندر دانت کا نظر آنے والا اوپر کا حصہ تاج (Crown) کہلاتا ہے۔ سامنے کے دانتوں کا تاج، تیز دھار درانتی (Chissel) کی مانند ہوتا ہے جبکہ پچھلے دانتوں یعنی چھوٹی بڑی داڑھوں کے تاج پر نوک دار اور گول ابھار ہوتے ہیں جنہیں Cups کہا جاتا ہے۔ ہمارے دانتوں کا ایک بڑا حصہ یعنی دانت کا تقریباً دو تہائی حصہ جڑ (Root) کہلاتا ہے جو کہ مسوڑھوں میں چھپا ہوتا ہے اور یہ جڑیں ہی ہیں جو دانتوں کو جبڑوں کی ہڈی میں مضبوطی سے پیوست رکھتی ہیں۔

اینیمل (Enemal) دانت کے اوپر کے حصے کا سخت بیرونی خول ہے۔ یہ ہمارے جسم کی ٹھوس ترین بافت ہوتا ہے اور اس کا فعل دانت کے اندر کے حصے کو کھانے یا چبانے کے دوران ٹوٹ پھوٹ اور سرد و گرم سے محفوظ رکھنا ہے۔ اینیمل کے عین نیچے ڈینٹین (Dentine) ہوتی ہے جو کہ ہڈی کی طرح کی بافت ہے (دانت کا زیادہ تر حصہ اسی سے بنتا ہے) اسی ڈانٹین کے اندر دانت کے تاج اور جڑ کے عین مرکز میں گودا (Pulp) ہوتا ہے یہ جیلی کی طرح لجلجی، نرم بافت ہے جو عصب، رگوں اور نسوں وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ گودا ہی دانت کی نشوونما، تغذیے اور محسوسات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جڑیں ایک پتلی ہڈی نما بافت میں ملفوف ہوتی ہیں جسے (Cementum) کہتے ہیں۔ جڑوں کو جبڑے کی ہڈی سے مضبوطی سے جڑا رکھنے والی بافت پاریوڈنٹل جھلی کہلاتی ہے۔ اس کے ریشے Cementum اور ہڈی کے درمیان دانت کے اردگرد کھنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ چوں کہ ہر دانت کا کام مختلف ہوتا ہے اس لئے تمام دانت بھی مختلف شکلوں کے ہوتے ہیں اور دانت کا عمل کچھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ جب ہم کوئی چیز کھاتے یا چباتے ہیں تو ایک جبڑے کے دانتوں کے فراز (Cups) دوسرے جبڑے کے دانتوں کے نشیب (Depressions) میں فٹ ہو جاتے ہیں اور اسی سے کھانے کو، کاٹنے، پھاڑنے، چبانے اور پیسنے کا عمل مکمل ہوتا ہے۔

دانت انسانی جسم کا اہم ترین جزو ہیں اور بہت حد تک صحت کی بہتری کا دارومدار انہی پر ہے لہٰذا ان کے کاموں اور مقصد کو سمجھتے ہوئے جس قدر ممکن ہو سکے ان پر توجہ دی جائے۔ خاص طور پر بچوں کو ان کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور ابتداء ہی سے ان میں کم از کم دو مرتبہ برش کرنے اور ہر کھانے کے بعد منہ کی صفائی کی عادت ڈالی جائے۔ دانتوں میں پھنسے رہنے والے غذائی ریشے دانتوں کی خرابی کا سبب بن جاتے ہیں جو آگے جا کر مزید تکلیفوں مثلاً معدے یا پیٹ کی خرابی یا دانت نکلوانے کی وجہ بھی بن سکتے ہیں۔ اپنے دانتوں پر توجہ دیں کیوں کہ آپ کی صحت کا دارومدار انہی پر ہے۔

میرے حقوق کیا ہیں

☆ میں اڑ نہیں سکتا کیونکہ ہوا بے حد آلودہ ہے۔

☆ میں تیر نہیں سکتا کیونکہ پانی بے حد آلودہ ہے۔

☆ میں کیا کر سکتا ہوں؟ میرا کوئی مستقبل ہے؟

دلی مبارک باد

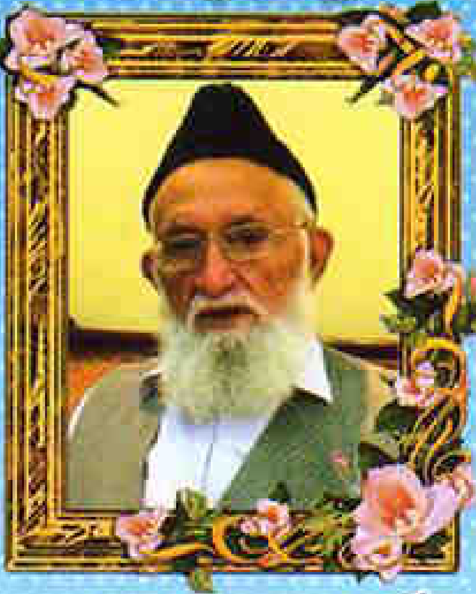

ڈاکٹر حاجی محمد حنیف طیب

ممتاز مذہبی رہنما، سابق صدر آل پاکستان میمن فیڈریشن، سابق وفاقی وزیر پیٹرولیم اور وزیر محنت، بانٹوا میمن برادری کی قابل عزت اور قابل فخر ممتاز سماجی شخصیت کو یوم آزادی 14 اگست 2021ء کو صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب محترم محمد عارف علوی کی جانب سے چیئرمین المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی (ٹرسٹ) کو سماجی فلاح و بہبود اور ویلفیئر کے امور کی انجام دہی کے اعتراف میں جناب محترم ڈاکٹر حاجی محمد حنیف طیب کو صدارتی اعزاز "تمغہ امتیاز" دیئے جانے کا اعلان کیا ہے جو آئندہ سال 23 مارچ 2022ء کو پیش کیا جائے گا۔

ہم سب بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے معزز عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینرز صاحبان کی جانب سے جناب ڈاکٹر حاجی محمد حنیف طیب کو صدارتی اعزاز "تمغہ امتیاز" دیئے جانے کے اعلان پر

دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں

نیک خواہشات اور پر خلوص دعاؤں کے ساتھ

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کی بے لوث خدمت گزار اور ہمہ جہت شخصیت

انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کے روح رواں

بابائے آئی ٹی

ایثار اور خلوص کا پیکر

حیات

خدمات

کارنامے

میمن برادری، بانٹوا میمن برادری اور گجراتی برادری کا فخر

علم و ادب کا روشن چراغ

محمد حنیف حاجی صدیق کالیا (مرحوم)

پیدائش : بروز پیر 12 اپریل 1949ء

وفات : بروز جمعہ 20 اگست 2021ء

(عمر 72 سال)

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے (علامہ اقبال)

عزم و ہمت کا سفر کرنے والے مسافر کا سفر مکمل ہوا۔ وضع داری، شرافت اور انسان دوستی کا پیکر

میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کی ہمہ جہت مخیر اور آئی ٹی کی تعلیم کے فروغ میں

دامے، درمے اور سخنے ہمہ تن کوشاں رہنے والی پرخلوص اور محب وطن شخصیت

سماجی فلاح و بہبود کے شعبوں میں مرحوم کی گراں قدر خدمات ہمیشہ امر رہیں گی

بانٹوا میمن جماعت کی آئی ٹی کمیٹی کے سابق چیئرمین، آل پاکستان میمن فیڈریشن کے سابق نائب صدر، میمن پروفیشنل فورم کے سابق صدر، پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے سابق صدر کے عہدوں پر فائز رہے

مرحوم محمد حنیف ایس کالیا بابائے آئی ٹی

سینئر قلمکار کھتری عصمت علی پٹیل کے قلم سے

کراچی میں انسان دوستی اور برادری کی سماجی خدمات کی تاریخ کو اس وقت مکمل نہیں سمجھا جاسکتا۔ جب تک کہ اس شہر کی ایک معروف شخصیت جناب محمد حنیف ایس کالیا بابائے آئی ٹی کو شامل نہ کیا جائے۔ آپ مختصر علالت کے بعد بروز جمعہ 20 اگست 2021ء کو 72 سال کی عمر پاکر دارالفانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کی کمی میمن برادری، بانٹوا میمن برادری اور گجراتی برادری میں ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔

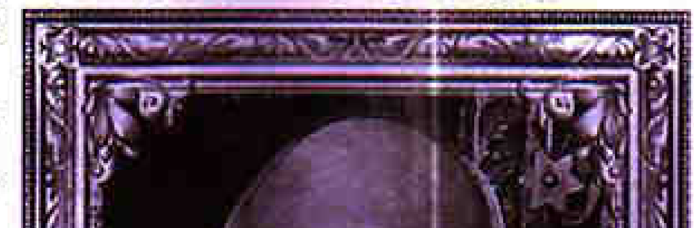

Late Hanif S. Kalia

اللہ کی تجھ پہ رحمت ہو محمد ﷺ کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے تجھے جنت کی راحت ہو

آپ کی شخصیت آئی ٹی ٹیکنالوجی کے حوالے سے کسی تعارف کی محتاج نہیں تھی۔ واقعی یہ آپ ہی کی ذات ہے جس نے میمن برادری میں بالعموم اور عوام الناس میں بالخصوص جدید آئی ٹی کی تعلیم کے اجالے بکھیر دیئے تھے۔ یہ آپ ہی کی شخصیت کا فیض تھا کہ ماضی میں کراچی اور اندرون سندھ میں کمپیوٹر نیٹ ورک کا جال بچھا دیا تھا۔ آپ کی گراں قدر خدمات کا دائرہ مختلف برادریوں اور اداروں تک وسیع ہوتا

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کے زیر اہتمام جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر حاجی محمد صدیق پولانی (مرحوم)، جناب عرفان پٹیل (مہمان خصوصی)، جناب حنیف ایس کالیا (صدر جلسہ) اور عبدالرحیم مانے جنی (مرحوم)

ہوا گلوبل حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ آپ کے قائم کردہ فلاحی ادارے ''کوآرڈی نیشن ویلفیئر گروپ ٹرسٹ'' سے کراچی اور اندرون سندھ کے طالب علم کمپیوٹر کی تعلیم سے بہرہ مند ہوتے رہے تھے۔ جناب حنیف ایس کالیا کو بابائے آئی ٹی کے علاوہ سماجی اور فلاحی شعبوں میں عمدہ خدمات سرانجام دینے کے سبب ''خادم قوم''، ''A Great Personality of 21st Century'' اور دیگر خطابات سے بھی نوازا گیا تھا۔ ماشاء اللہ اس انرجیٹک اور موٹی ویٹڈ (Motivated) انسان کا نام محمد حنیف ایس کالیا تھا۔

پیدائش : حنیف ایس کالیا مرحوم 12 اپریل 1949ء کو جناب صدیق آدم کالیا (مرحوم) کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ آپ عمر میں پاکستان سے صرف دو سال چھوٹے تھے مگر اس عمر میں بھی آپ نے قابل فخر کارنامے انجام دیئے جو باعث حیرت بھی تھے۔

والدین اور بھائی بہن : جناب محمد حنیف ایس کالیا کے والد محترم صدیق آدم کالیا (مرحوم) تجارت پیشہ شخصیت تھے۔ کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بانٹوا میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان ہجرت کی اور کراچی میں سکونت اختیار کی۔ آپ کے والد محترم نے 7 افروری 2003ء کو رحلت فرمائی۔ جناب حنیف ایس کالیا کی والدہ محترمہ زبیدہ صدیق کالیا نے 24 / جولائی 1994ء کو رحلت فرمائی۔ جناب حنیف کالیا بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ اس کے بعد جناب اویس کالیا (B.E.)، جناب سکندر کالیا (بی کام) اور جناب مناف کالیا (B.E.) ہیں اور بہنوں میں محترمہ حاجیانی بلقیس قاسم سانڈیا والا اور حاجیانی ثمینہ عبدالرؤف فانسیا۔

تعلیم اور پروفیشنل تعلیم : آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کھارادر میں ''پاکستان نیشنل پرائمری اینڈ سیکنڈری اسکول'' (ٹاور) سے حاصل کی۔ اسکول میں نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اسی اسکول سے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے جون 1965ء میں پاس کیا تھا۔ پھر ایس۔ ایم کامرس کالج سے بی کام کی ڈگری حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی توجہ ٹیکنیکل اور پروفیشنل تعلیم کی طرف مائل ہوگئی۔ آپ نے درج ذیل ٹیکنیکل کورسز کئے اور ان کی ڈگریاں و سرٹیفکیٹس بھی حاصل کئے 1-ایف سی ایم اے (FCMA) 2-ایف آئی سی ایس (FICS) 3-ایف آئی ٹی ایم (FITM) 4-ایف آئی ایم ایم (FIMM)

شادی اور اولاد : جناب حنیف ایس کالیا کی شادی جناب حاجی عیسیٰ حاجی عثمان دیوان کی دختر نیک اختر محترمہ ممتاز صاحبہ سے 20 اگست 1976ء کو انجام پائی۔ محترمہ ممتاز صاحبہ بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ آپ نے ایم اے اکنامکس کیا ہے۔ بچوں میں سب سے بڑے صاحبزادے جناب خرم حنیف کالیا (BCS)، آپ کی زوجہ محترمہ فرحین ذکریا ہیں۔ مرحوم کی بیٹی محترمہ قرۃ العین نے بی۔ اے کیا ہے۔ آپ زوجہ

جناب شاہد حسین مکناجوی۔اے اور آئی سی ایم اے ہیں۔ دوسری بیٹی وفا ہے جو آئی بی اے سے ڈگری لی ہے آپ زوجہ جناب جواد امین پوٹھیا والا ہیں۔

جناب خرم حنیف کالیا آپ کے ہونہار اور قابل فخر فرزند ہیں۔ انہوں نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ آپ کی عمدہ تعلیم وتربیت نے آپ کو اس قدر مہارت اور سوجھ بوجھ دے دی کہ غیر ملکی ٹیکنیکل ادارے بھی جناب خرم حنیف کالیا کی خدمات حاصل کرنے کے لئے کوششیں کرتے رہتے ہیں مگر جناب خرم نے ان تمام آفرز کو مسترد کردیا اور اپنے ملک میں رہ کر ملکی خدمت کرنے اور اسے ترقی دینے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ بلاشبہ مرحوم حنیف ایس کالیا اور محترمہ ممتاز حنیف کالیا کی عمدہ تربیت کا مظہر ہے۔ حنیف ایس کالیا (مرحوم) نے مارچ 1999ء میں حج کی سعادت حاصل کی تھی اور کئی عمرے ادا کئے تھے۔

پروفیشنل باڈیز / فورمز کی ممبرشپ حاصل تھی :

☆ حنیف بھائی انسٹی ٹیوٹ آف کاسٹ اینڈ مینجمنٹ اکاؤنٹنٹس آف پاکستان کے فیلو ممبر رہے ہیں۔ یہ پاکستان کا ایک بڑا اور معتبر ادارہ ہے۔

☆ آپ انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ سیکریٹریز اینڈ مینیجرز آف پاکستان کے بھی فیلو ممبر بھی رہے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بھی ایک بڑا اور مستند ادارہ ہے۔

☆ آپ کے پاس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکسیشن مینجمنٹ آف پاکستان کی فیلو ممبر شپ بھی تھی۔

☆ آپ کے پاس انسٹی ٹیوٹ آف مارکیٹنگ مینجمنٹ کی فیلو ممبر شپ بھی تھی۔

☆ میمن پروفیشنل فورم یہ میمن برادری کے اعلیٰ تعلیم یافتہ شخصیات کا ایک ذی حیثیت ادارہ ہے۔ مرحوم اس کے لائف ممبر تھے۔

☆ آپ مینجمنٹ ایسوسی ایشن آف پاکستان کے رکن بھی تھے۔

☆ مرحوم کے پاس انسٹی ٹیوٹ آف مارکیٹنگ مینجمنٹ آف پاکستان کی رکنیت بھی تھی۔

☆ آپ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ کے بھی ممبر تھے۔

کاروباری عہدے اور ادارے :

☆ آپ کالیا گروپ کراچی کے چیئر مین تھے ☆ مرحوم کا ایک اور ادارہ ہے کھانانی اینڈ کالیا انٹرنیشنل (پرائیویٹ) لمیٹڈ کراچی۔

☆ آپ کا ایک ادارہ ہے کیل سوفٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ جو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر نام اور مقام بنایا ہے۔

☆ مرحوم کے ایک اور ادارے کا نام کالیا سیکیورٹی والٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ ہے۔

کوآرڈی نیشن گروپ کے زیر اہتمام ادارے کی سماجی اور فلاحی سرگرمیوں سے عوام الناس کو متعارف کرانے کے لئے چیف ایڈیٹر جناب اویس ایس کالیا کی ادارت میں مرحوم حنیف ایس کالیا نے ماہنامہ ''کیل نیوز'' کی اشاعت کا اجراء جولائی 2004ء سے کیا تھا۔ اس نیوز لیٹر کے ذریعہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کی جدید معلومات سے آگاہی دی جاتی تھی۔ اس نیوز لیٹر کی سب ایڈیٹر محترمہ ڈاکٹر سائرہ بانو تھیں۔

کوآرڈی نیشن گروپ کا نصب العین اور مقاصد ''نہ صرف ضرورت مندوں کی مدد کرنا ہے بلکہ ان کو اس قابل بنانا تھا کہ وہ دوسروں کی مدد کرسکیں۔'' مرحوم حنیف ایس کالیا کی قیادت میں کوآرڈی نیشن گروپ کی پوری ٹیم نیک مقاصد اور ملک کی تعمیر و ترقی اور

خوشحالی کے لئے فلاحی کام انجام دیئے تھے۔

☆مرحوم مہران اسکوائر ریذیڈنٹس ویلفیئر ایسوسی ایشن کراچی کے نائب صدر تھے۔ یہ ایک ذی حیثیت ادارہ ہے جس کے لئے کالیا صاحب سرگرمی سے کام کررہے تھے۔

☆ مرحوم میمن پروفیشنل فورم کراچی کے سابق صدر بھی رہ چکے تھے۔ واضح رہے کہ میمن پروفیشنل فورم، میمن برادری کا ایک ایسا ادارہ ہے جسے پورے ملک میں عزت وتوقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ فورم مارچ 1985ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے ممبران کی تعداد دو ہزار سے بھی زائد ہے۔ اس فورم کے ممبر پاکستان میں آباد ہر میمن برادری کے افراد شامل ہیں ساتھ ہی غیر ملکوں میں آباد ماہر پروفیشنلز بھی اس کے ممبر ہیں گویا اپنے اپنے شعبوں کے GIANTS کو اس فورم کی رکنیت ملی ہوئی ہے۔

☆ دی پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کراچی میمن برادری کا ایک قابل احترام اور فعال ادارہ ہے جو برادری میں علم کے فروغ کے ساتھ ساتھ دکھی انسانیت کی ہر طرح کی خدمت کے لئے بھی کوشاں ہے۔ یہ ادارہ میمن برادری کے بابائے تعلیم سر آدم جی حاجی داؤد نے پہلے انڈیا میں اور پھر پاکستان میں قائم کیا تھا۔ مرحوم کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ آپ اس موقر ادارے کے دوبار صدر بھی منتخب ہو چکے تھے۔ آپ کے دورِ صدارت میں اس ادارے کی سرگرمیوں میں جو قابل قدر اضافہ ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

☆ مرحوم بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے صدر بھی رہ چکے تھے۔ یہ ادارہ بانٹوا میمن برادری کا ایک قابل افتخار ادارہ ہے اور اس کی گراں قدر خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔

مرحوم حنیف کالیا صاحب درج ذیل اداروں کے نائب صدر بھی رہ چکے تھے۔

☆ آل پاکستان میمن فیڈریشن یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جو میمن برادری کی قائم تمام جماعتوں، سماجی بہبود کی تنظیموں، رفاہی انجمنوں اور ویلفیئر آرگنائزیشنز اور اداروں کو ایک جگہ جمع کئے ہوئے ہے اور مختلف سمتوں میں جانے والے لوگوں کو ایک صحیح سمت مہیا کرتا ہے، انھیں ایک جگہ متحد و متفق کرتا ہے۔ اس ادارے کے ساتھ وابستگی بلاشبہ بڑا اعزاز ہے اور مرحوم نے اس کے نائب صدر کی حیثیت سے اس ادارے کے لئے بہت کام کئے تھے۔ خصوصاً مختلف جماعتوں کو ''کمپیوٹر لیب'' قائم کرکے دی تھیں۔ آئی ٹی کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے عملی جدوجہد کی۔ مرحوم میمن فیڈریشن کے نائب صدر کے عہدے پر فائز رہے۔ میمن فیڈریشن میں نائب صدر کے عہدے پر لانے کے لئے کتیانہ میمن برادری اور میمن برادری کی ممتاز سماجی شخصیت جناب عبدالرزاق سانگانی کے اصرار اور دلی خواہش پر عہدے پر فائز کئے گئے تھے۔

☆ بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس کراچی میں مرحوم کو اس کی نائب صدارت ملی تھی تو انھوں نے اس کے لئے بہت کام کیا تھا۔

☆ آپ مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) میں کاروبار کے سلسلے میں قیام پذیر تھے۔ وہاں قائم ''چٹاگانگ میمن اسٹوڈنٹس یونین'' قابل ذکر تھی۔ مرحوم اس کے نائب صدر کے عہدے پر فائز رہ چکے تھے۔

پیٹرن : آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ علم وادب کے کسی بھی شعبے کو نہیں چھوڑتے تھے۔ ہر وقت ہر جگہ آگے نظر آتے تھے۔ آپ درج ذیل اداروں کے مربی، سرپرست اور پیٹرن تھے۔

☆دی آرٹس کونسل آف پاکستان کراچی ☆فرینڈز آف شوکت ثریا کالج آف لبرل آرٹس اینڈ سوشل سائنسز

☆ پاکستان کوئز سوسائٹی کراچی ☆ دی پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کراچی ☆ یونائیٹڈ میمن جماعت آف پاکستان

☆ کراچی میمن اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کراچی ☆ کراچی یوتھ مینجمنٹ آرگنائزیشن کراچی (KYMO)

☆ سوسائٹی فار دی ری ہیبی لیٹیشن آف کرپلڈ چلڈرن کراچی (سوسائٹی برائے بہبود و آبادکاری معذور اطفال کراچی)

ان اداروں کی تاحیات رکنیت تھی : آپ کو درج ذیل اداروں کی تاحیات رکنیت (لائف ممبر شپ) حاصل تھی۔

☆ پاکستان ہلال احمر سوسائٹی کراچی (پاکستان ریڈ کریسنٹ سوسائٹی کراچی)

کراچی اور اندرون سندھ کمپیوٹر سینٹروں کا قیام اور عمل درآمد : آپ کے ادارے کو آرڈی نیشن گروپ نے آل پاکستان میمن فیڈریشن اور دوسری این جی اوز کے کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹس، مراکز اور لیباریٹریاں قائم کی تھیں۔ ساتھ ہی دی پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے تحت قائم کردہ ادارے سر آدم جی انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (SAIT) کے لئے بھی گرانقدر خدمات انجام دی تھیں۔ اس کے علاوہ اسی طرح کے دیگر سنٹرز اور کمپیوٹر لیباریٹریز مختلف اسکولوں اور کالجوں میں مذکورہ بالا آئی ٹی کمیٹی کی زیر نگرانی قائم کی تھیں۔

جناب خرم حنیف ایس کالیا : مرحوم حنیف ایس کالیا کے صاحبزادے جناب محترم خرم حنیف کالیا اس وقت کیل سوفٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ میں ڈائریکٹر ہیں۔ انھیں Software Development پر عبور حاصل ہے اور وہ اس کی گہری سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ ٹیکنیکل شعبے میں وہ اعلیٰ مہارت کے حامل ہیں۔ اس حوالے سے بلاشبہ وہ کیل سوفٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے لئے ایک اثاثے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جناب خرم حنیف کالیا کو یورو سافٹ ویئر پارکس (ESP) کا چیف ٹیکنالوجی آفیسر (CTO) مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو یورو موبائل ٹیکنالوجیز (EMT) کا چیف ٹیکنالوجی آفیسر (CTO) بھی مقرر کیا گیا ہے۔ جس سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ کیل سوفٹ کی ٹیکنیکل مہارت کس قدر اعلیٰ درجے کی ہے۔

ایک دردمند انسان : مرحوم حنیف ایس کالیا ایک ایسے ہمدرد اور دردمند انسان تھے جو دوسروں کے کام آکر خوش ہوتے تھے۔ سماجی خدمت کا کوئی بھی مسئلہ ہو وہ ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ سماجی بہبود کے متعدد اداروں سے آپ کی وابستگی آپ کے اندر کے اس ہمدرد انسان کو سامنے لاتی تھی جو یہ چاہتا ہے کہ کہیں کوئی دکھی انسان نہ رہے، سب خوش اور خوشحال ہوں۔

یہی ہے عبادت، یہی دین و ایمان کہ دنیا میں کام آئے انسان کے انسان

آئی ٹی سے دیوانگی کی حد تک لگاؤ : مرحوم کو آئی ٹی سے دیوانگی کی حد تک لگاؤ تھا۔ آپ اس ملک میں آئی ٹی کے فروغ کے لئے ایک مجاہدانہ کردار ادا کر رہے تھے جس کی گواہی اس ملک کے بھی پروفیشنلز اور پروفیشنل ادارے دے سکتے ہیں۔ بیس پچیس سال قبل سے ہی ان کا وژن یہ تھا کہ ''آئی ٹی اکیسویں صدی کی زبان ہے جس کو سیکھے بغیر اب ترقی وخوشحالی ممکن نہیں''۔ آئی ٹی کا کوئی بھی مسئلہ ہو، علاقائی سطح کا ہو، صوبائی سطح کا یا ملکی سطح کا مرحوم فوراً آگے آجاتے تھے۔

آپ کی انتھک جدوجہد، کوششوں اور آپ کے توجہ دلانے پر حکومت پاکستان نے نہ صرف انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبے قائم کئے بلکہ اس کے لئے ایک الگ سے وزارت تک قائم کردی تھی۔ آپ اکثر محفلوں میں اپنا یہ قول دہراتے نظر آتے ہیں کہ آئی ٹی کی تعلیم، ادب اور صحافت دونوں شعبوں کے لئے اہم بلکہ ناگزیر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آئی ٹی کی واقفیت وضرورت میڈیا کے شعبے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اسی لئے

وہ اس کے فروغ کے لئے دن رات مصروف تھے۔

وفات : جناب محمد حنیف کالیا مختصر علالت کے بعد بروز جمعہ 20 اگست 2021ء کو 72 سال کی عمر پا کر دارالفانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ موتی مسجد صبح دس بجے ادا کی گئی۔ جس میں بانٹوا میمن جماعت، بانٹوا میمن خدمت کمیٹی، بانٹوا راحت کمیٹی، بانٹوا انجمن حمایت اسلام، آل پاکستان میمن فیڈریشن، میمن پروفیشنل فورم، پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی، انٹرنیشنل میمن آرگنائزیشن، ورلڈ میمن آرگنائزیشن اور دیگر اداروں کے عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین نے تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے۔ علاوہ تاجر برادری، سماجی رہنماؤں اور کارکنان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مرحوم نے میمن، بانٹوا میمن، گجراتی برا۔ی اور عوام الناس کے لئے بے مثال مخلصانہ خدمات انجام دیں جو ملک کی تاریخ میں نہ صرف یاد رکھی جائیں گی بلکہ میمن برادری کی تاریخ کے صفحات پر سنہرے حرفوں سے ثبت رہیں گی۔

مرحوم حنیف کالیا ایک اچھے مہمان نواز تھے۔ مہمانوں سے خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ ان کی بات توجہ سے سنتے تھے اور ان کے مسائل حل کرنے کا نہ صرف وعدہ کرتے تھے بلکہ اس کے لئے عملی کوشش بھی کرتے تھے۔ آپ ایک دیانت دار تاجر اور محب وطن پاکستانی، عمدہ پلانر، بے مثال ماہر تعلیم، محبت کرنے والے شوہر، شفیق باپ اور دوستوں کے دوست تھے۔ ان سب اوصاف نے مل کر ہی مرحوم حنیف کالیا کی شخصیت مکمل ہوتی تھی۔ بلاشبہ ایسے شخص پر بانٹوا میمن برادری کو کیوں ناز نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کی فروغ تعلیم اور خدمت خلق کی نیکیاں قبول و منظور فرمائے۔ میمن برادری، پورے معاشرے اور پاکستانی قوم کی خدمت آخری دم (سانسوں) تک کرتے رہے اور لوگوں میں محبتیں بانٹتے رہے۔ مرحوم کی کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے صفحات کم ہیں اور تذکرہ زیادہ، الفاظ بہت ہیں جگہ کم، خوبیاں زیادہ تھیں زندگی کم تھی۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے — سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنایئے

کھانے سے پہلے اور بیت الخلاء سے آنے کے بعد

اگر صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنالیں تو جان لیجئے کہ

آپ نے نصف سے زیادہ بیماریوں سے نجات پالی

یاد رکھیے ہماری زیادہ تر بیماریاں منہ کے ذریعے ہی جسم کے اندر داخل ہوتی ہیں

صحت مند عادات، خوشیوں بھری زندگی

میمنی بولی میں نعت رسول مقبول ﷺ

منجے آقا ﷺ جے در تے

جناب محمد آصف عبدالشکور باٹویا

موت ڈے مولیٰ آصف کے تو منجے آقا جے در تے
مدفن دے بس کھپے کے منجے آقا جے در تے

ہن جی شفاعت حاضر آئے لیکن کوئی سچے دل سے
رب سے گنا جی معافی منگے منجے آقا جے در تے

بھیک ملے دیدار جی آقا ہن پاپی دیوانے کے
جڈے بچے ہی رونے رونے منجے آقا جے در تے

پوری حیاتی ضائع تھی وی دور مدینے سی رہی نے
باقی جو آئے کھپے تی کے منجے آقا جے در تے

ہنڑے مدینے دنا تا پاچھو کڈے اچاں ہاں کڈے اچا ناں
منجی ہی خواہش پوری تھئے منجے آقا جے در تے

ہنڑے تہ دنیا نتھی سوائے، ہنڑے کے کی تھو کھپے،
ہنڑے تا منجھو بدھے کیں آئے منجے آقا جے در تے

بشکریہ: سہ ماہی وتھلی نیوز اینڈ ویوز

مطبوعہ: شمارہ جنوری تا مارچ 2012ء

میمنی شاعری

شادی لائے سارو جہیز کھپے

گجراتی کلام: جناب اقبال عمر ابراھیم خاکی

رین لائے گھر کھپے
نے پیٹ بھرن لائے روٹی کھپے
پیسے ہون کے نا ہون
اساں کے تو رنگین ٹی وی کھپے

لکڑی جی کرسیوں جو جمانو دیو
ڈرائنگ روم لائے صوفہ کھپے
جی تمیں کری نے دیاں کرن
پن جی دھی(بیٹی) لائے سارو جہیز کھپے

پڑھائی میں تو کیں ٹھیکانڑوں نا ہوئے
اسکول واریں کے تو بس فیس کھپے
لاڈ لڑائی نے نکھود کڈھیا ایں
پن جے لاڈلے کے چاند سی دلہن کھپے

محنت مزدوری میں دل نائے لگنو
بس تو کے ڈو لکھیں جی چوتھائی کھپے
اقبال توں تو جے کم سی کم رکھ
کرے لائے تو کے پار کی چوٹ کھپے

(اردو ترجمہ: ک۔ع۔پ)

نوجوانوں کے نام

نتیجہ فکر : محترمہ عشرت حبیب

وطن کے جوانوں یہ رکھنا خیال
تم ہی ہو شجاعت کی زندہ مثال

ہے خوشبو تمہیں سے چمن میں ہمارے
تم ہی قوم کے ملک کے ہو سہارے

تمہیں اپنے اسلاف سے جو ملا ہے
اطاعت، محبت، لگن کا صلہ ہے

وطن کی بقا کے تمہیں پاسباں ہو
میری پاک دھرتی کے تم آسماں ہو

کھلا کر ہر اک پھول صحنِ چمن کا
کرو نام روشن تم ارضِ وطن کا

تعاصب کی دیواریں سب توڑ ڈالو
جو ٹوٹے ہیں رشتے انھیں جوڑ ڈالو

زمانہ یہ اب نفرتوں کا نہیں ہے
بھروسہ یہاں دشمنوں کا نہیں ہے

چلو ایک ہوجاؤ پھر سے خدارا
خدا ہو ہمیشہ نگہباں تمھارا

CHAMBER OF COMMERCE & INDUSTRY KARACHI

ایوانِ تجارت وصنعت کراچی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کی معزز اور قابل فخر بزنس مین (Business Men) شخصیات جنھوں نے کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدارت کے عہدے پر فائز ہو کر تاجروں اور صنعت کاروں کے مسائل مرکزی (وفاقی) اور صوبائی سطح پر حل کروا کر معاشی اور اقتصادی شعبے میں گراں قدر مخلصانہ خدمات انجام دیں

سینئر قلمکار کھتری عصمت علی پٹیل کے قلم سے

کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کا مختصر تعارف: صوبہ سندھ اور ملک کی تجارتی اور صنعتی شعبے کا قابل احترام نام کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری وطن عزیز کا سب سے بڑا چیمبر ہے بلکہ برصغیر میں بھی اسے یہ اہمیت حاصل ہے۔ رکنیت (ممبران) کی تعداد کے لحاظ سے تجارتی وصنعتی برادری کی قائدانہ آواز سے ملک کے محاصل کا تقریباً 68 فیصد دیتے ہوئے یہ چیمبر دنیا کے دس بڑے چیمبرز میں شامل کیا جاتا ہے۔

Khatri Ismat Ali Patel

اس وقت کراچی چیمبر کے رجسٹرڈ ارکان کی تعداد اٹھارہ ہزار سے تجاوز کر گئی ہے جبکہ کراچی کی سات انڈسٹریل ٹاؤن ایسوی ایشنز کے توسط سے پچاس ہزار سے زائد بالواسطہ ارکان ہیں۔ان سب نے مل کر کراچی چیمبر کو نہ صرف پاکستان کا سب سے بڑا چیمبر بنادیا ہے بلکہ یہ کراچی کی تاجر برادری کی قیادت بھی کر رہا ہے۔کراچی نے قیام پاکستان کے بعد سیاسی اور اقتصادی شعبوں کے کئی رنگ دیکھے ہیں۔اس کی وجہ سے کوئی اس شہر کو روشنیوں کا شہر کہتا ہے۔کوئی شہر قائد کہتا ہے۔کوئی منی پاکستان کہتا ہے۔کراچی درحقیقت آبادی کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا شہر ہے کہ اس کی آبادی لگ بھگ دوڈھائی کروڑ ہے۔

کراچی کی بندرگاہ واحد بندرگاہ ہے اور ملک بھر کا تقریباً 98 فیصد کارگو سنبھالتی ہے۔اس شہر میں تقریباً پندرہ ہزار سے زائد صنعتی ادارے اور تقریباً چار سو کمرشل سینٹرز ہیں۔یہ شہر کراچی وطن عزیز کا صنعتی ،مالیاتی اور تجارتی مرکز ہے۔کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کا قیام 1959ء میں اس وقت کراچی میں موجود تجارتی اداروں یعنی پاکستان مرچنٹس ایسوسی ایشن ،بائرز اینڈ شپرز چیمبر آف کامرس پاکستان اور آل پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری ضم ہونے سے عمل میں آیا تھا اور آج یہ ملک کا سب سے بڑا چیمبر ہے۔

کراچی چیمبر کا دفتر جس قدیم عمارت میں قائم ہے۔اس کا سنگ بنیاد ہندوستان کی مشہور، سیاسی ،تاریخی اور ممتاز شخصیت مہاتما گاندھی نے 8 جولائی 1931ء میں رکھا تھا۔اس لحاظ سے یہ ایک یادگار عمارت ہے۔

بانٹوا میمن جماعت کو یہ بھی ایک اعزاز حاصل ہے کہ برادری کے ممتاز بزنس مین اور ٹکٹوں کی دنیا کا ایک ممتاز اور معتبر نام صدارتی اعزاز ''تمغہ امتیاز'' یافتہ شخصیت جناب محمد عارف ایم یوسف بالاگام والا نے چیمبر کی یادگار عمارت کے 75 سال کے موقع پر آپ کی کوششوں اور کاوشوں سے محکمہ ڈاک نے 2009ء میں خصوصی یادگاری ڈاک ٹکٹ کا اجراء کیا تھا۔یہ بات قابل ذکر ہے مرحوم سراج قاسم تیلی نے تاجروں اور صنعت کار ساتھیوں کے سپورٹ اور تعاون سے بزنس مین گروپ قائم کیا تھا جو آج بھی بزنس کی دنیا میں خدمات انجام دے رہا ہے۔موجودہ دور میں جناب محمد زبیر موتی والا اور ان کے رفقاء ،تاجران کی خدمات میں کوشاں ہیں۔

کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے عہدیداران ،تاجر برادری کے لئے گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔آج کل تاجران وبائی مرض کرونا کے سبب لاک ڈاؤن، پانی ،بجلی ،گیس دیگر ٹیکس کے مسائل سے نبرد آزما ہیں۔چیمبر کے منتظمین تاجروں کے بے ہنگم مسائل کو حل کرنے اور دکھ درد کو دور کرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر ان میں بھرا ہوا ہے۔پاکستان کے تجارتی شعبے کے لیے میمن برادری نے جو خدمات انجام دیں وہ بے مثال ہیں اور ہمیشہ یاد رہیں گی۔یہ کریڈٹ میمن برادری کو جاتا ہے کہ پہلے تحریک پاکستان پھر حصول اور قیام پاکستان اور اس کے بعد استحکام پاکستان کے تمام مراحل میں میمن برادری سرگرمی سے کردار ادا کرتی رہی ہے اس لیے یہ برادری اس ملک کی اہم برادری ہے۔

چیمبر کے معزز اراکین شروع (قیام) سے اب تک تاجران اور سوداگران کی خدمت میں کوشاں ہیں۔قیام پاکستان کی تاریخ اور تاجر برادری کی تاریخ ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔پاکستان کی صنعتی اور تجارتی تاریخ درحقیقت ملک کی اقتصادی ترقی اور خوشحالی کی تاریخ کا نتیجہ ہے۔

ممتاز صنعت کار، ایک بے لوث اور پر خلوص علم دوست شخصیت

سابق صدر کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

جناب مجید عزیز بالاگام والا

Mr. Majid Aziz Balagamwala

مدت صدارت 2007 - 2006ء

جناب مجید عزیز بالاگام والا کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ کا تعلق بانٹوا میمن برادری سے ہے۔ اپنی برادری کے لئے آپ کی خدمات اور دلی وابستگی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ نے ہمیشہ ہی برادری میں تعلیم کے فروغ، سماجی فلاح و بہبود اور برادری کو آئی ٹی کی اعلیٰ تعلیم کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اس وقت بھی آپ مختلف تجارتی، کاروباری، سماجی، تعلیمی اور پروفیشنل شعبوں میں سرگرم عمل ہیں اور پوری دنیا میں بانٹوا میمن برادری کی ایک اہم شناخت بنے ہوئے ہیں۔

خصوصی شناخت ۔ سب سے پہلے پاکستان:

جناب مجید عزیز بالاگام والا کی ایک منفرد اور خصوصی شناخت یہ ہے کہ آپ کو پاکستان سے بے حد محبت ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ میرے لئے سب سے پہلے پاکستان ہے، اس کے بعد کچھ اور ہے۔ مجھے اپنے وطن، اپنے ملک اور اپنی ملت سے پیار ہے۔ ''پاکستان از دی فرسٹ'' یہ آپ کا نعرہ ہے، یہ آپ کی سوچ ہے۔ آپ نے اپنے لئے جو وزیٹنگ کارڈ چھپوائے ہیں ان میں بھی پاکستانی پرچم شامل ہے۔ اس کارڈ پر نمایاں حروف میں ''پاکستان از دی فرسٹ'' بھی لکھا ہوا ہے۔ آپ کی قمیض کے سامنے والے حصے میں دل کے قریب ہر وقت پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لگا رہتا ہے۔ یہ چھوٹا سا پرچم گویا ان کی شناخت ہے۔

پیدائش اور تعلیم: جناب مجید عزیز بالاگام والا 15 اگست 1950ء کو کراچی میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی پیدائش اس وقت کے پاکستان کے دارالحکومت کراچی میں ہوئی تھی اس لئے آپ کی تعلیم کا سلسلہ بھی اسی شہر میں شروع ہوا۔ 58 - 1953ء کے عرصے میں آپ نے لعل نوکس سیکنڈری اسکول کراچی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے سینٹ پیٹرکس ہائی اسکول میں داخلہ لے لیا اور وہاں سے 1967ء میں میٹرک کا امتحان امتیازی پوزیشن میں پاس کیا۔ 1967ء اور 1969ء میں آپ نے سینٹ پیٹرک کالج کراچی سے انٹر کامرس کا امتحان پاس کیا تھا۔ اس کے بعد آپ کا رخ بیرون ملک حصول تعلیم کی طرف ہوگیا۔ 1969ء اور 1972ء کی درمیانی مدت میں آپ نے بال

اسٹیٹ یونیورسٹی میونسی، انڈیانا (یوایس اے) سے جنرل بزنس ایڈمنسٹریشن میں B.S کی سند حاصل کی اور اسی یونیورسٹی سے 73-1972ء میں مینجمنٹ میں ایم اے بھی کیا اسی طرح اگر دیکھا جائے تو آپ کا تعلیمی کیریئر بہت شاندار اور تابناک نظر آتا ہے۔ آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے تعلیم حاصل کی اور اپنی برادری کا نام نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں روشن کردیا۔

شادی : 31 اکتوبر 1974ء کو جناب مجید عزیز بالاگام والا کی شادی جناب پیر محمد دیوان کی دختر نیک اختر محترمہ تسنیم دیوان کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت عظیم سے نوازا۔ آپ کے تین بچے ہیں۔ ان میں دو بیٹیاں ہیں اور ایک بیٹا ہے۔ سب سے بڑی صاحبزادی کا نام محترمہ حمیرا ہے۔ وہ بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور وفاقی وزیر جناب رزاق داؤد کی بہو ہیں۔ حمیرا صاحبہ سے چھوٹے بیٹے کا نام جناب محمد علی ہے۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ نے امریکہ (یوایس اے) سے ٹیکسٹائلز میں کیمسٹری کی ڈگری حاصل کی ہے۔ جناب محمد علی سے چھوٹی بیٹی کا نام آنسہ مصباح ہے۔ انہوں نے اے لیول کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔

بچیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ : ویسے تو جناب مجید عزیز بالاگام والا تعلیم کے فروغ کے لئے شب و روز کوشاں ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ پوری برادری اور پورے ملک میں تعلیم کا اجالا پھیل جائے۔ اس ملک کا بچہ بچہ تعلیم بلکہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرے، خود اپنی قسمت بھی سنوارے اور اس ملک کی قسمت بدلنے میں بھی اپنا کردار ادا کرے مگر لڑکیوں کی تعلیم پر ان کی خصوصی اور گہری نظر ہے۔ وہ بچیوں کی اعلیٰ تعلیم کے پرزور حامی ہیں اور چاہتے ہیں کہ بچیاں ایسی تعلیم حاصل کریں جس کے بعد وہ آنے والے وقت میں دوسری برادریوں اور ملکوں کے ہم پلے ہوجائیں اور کسی سے بھی کم نہ رہیں۔ اس حوالے سے ان کی خواہش ہے کہ بچیوں کو زیادہ سے زیادہ تعلیم دلوائی جائے تاکہ وہ کسی کے سامنے نروس نہ ہوں۔

شاید یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنی بچیوں کو بھی اعلیٰ تعلیم دلوائی ہے اور انہیں ہر لحاظ سے بااعتماد بنایا ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ تعلیم انسان میں شعور پیدا کرتی ہے، اسے بہادر بناتی ہے۔ اپنی بچیوں کی اعلیٰ تعلیم پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب مجید عزیز بالاگام والا نے کہا کہ ہمارے خاندان کی یہ پالیسی ہے بلکہ ہمارا مشن اور وژن ہے کہ ہم لڑکیوں کو زیادہ سے زیادہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ ترین تعلیم دلوائیں اور برادری کی خواتین کو بھی اس طرف راغب کریں۔

حج اور عمرے کی سعادت : حضور اکرم ﷺ سے آپ کو بے پناہ عقیدت ہے۔ شاید یہی وہ جذبہ ہے جس نے آپ کو کئی مرتبہ اللہ کے گھر کی زیارت کرائی اور روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہونے کا شرف عطا کیا۔ آپ نے ماشاء اللہ دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور کئی مرتبہ آپ کو عمرے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم سعادت ہے، جس پر آپ بار بار اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کرتے رہے۔

عملی اور پیشہ ورانہ میدان میں : جناب مجید عزیز بالاگام والا درج ذیل بزنس آرگنائزیشنز کے ساتھ وابستہ ہیں۔

1- آپ انڈس ٹیکنالوجی پارک لمیٹڈ کے ڈائریکٹر ہیں، یہ ایک پبلک اور پرائیویٹ پارٹنرشپ ہے جو 150 ایکڑ پر مشتمل سوفٹ ویئر پارک کو ڈولپ کرے گی۔

2- آپ سائٹ لمیٹڈ کے ڈائریکٹر ہیں۔ یہ ادارہ سندھ میں سات صنعتی اسٹیٹس کا انتظام چلاتا اور ان کی نگرانی کرتا ہے۔

3- آپ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن لمیٹڈ کے ڈائریکٹر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ آپ کو اس وقت کے وزیراعظم پاکستان نے اس ادارے کا

ڈائریکٹر نامزد کیا تھا۔

درج ذیل ٹریڈ آرگنائزیشنز سے بھی وابستہ رہے :

☆ آپ ایمپلائرز اولڈ ایج بینیفٹ انسٹی ٹیوشن کے سابق ممبر بھی ہیں۔

☆ آپ اس بورڈ آف ٹرسٹیز میں بھی شامل رہے جو بلوچستان کے آجروں کی نمائندگی کرتا ہے۔

☆ آپ WEBCOP کا کے بانی ممبر بھی ہیں۔

☆ آپ پاکستان جاپان بزنس فورم کے بانی ممبر بھی ہیں اور اس کے سابق سیکریٹری جنرل ہیں۔

☆ آپ پاکستان اٹلی بزنس فورم کے ڈائریکٹر ہیں۔

☆ آپ کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی مینجنگ کمیٹی کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔

☆ آپ پاکستان ریڈی میڈ گارمنٹس مینوفیکچررز اینڈ ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن کی مینجنگ کمیٹی کے سابق ممبر ہیں۔

ٹریڈ ڈیلی گیشنز (تجارتی وفود) میں شمولیت : آپ درج ذیل تجارتی وفود میں مختلف حیثیتوں سے شامل رہے ہیں۔

1-وزارت صنعت کے وفد برائے گارمنٹ مینوفیکچررز (لیبول، ایروزو، اٹلی) 1985ء میں آپ رکن کی حیثیت سے شامل تھے۔

2- 2002ء میں ماریشس میں ہونے والی فرسٹ پاکستان ٹریڈ فیئر کے آپ سربراہ تھے۔

3- 2002ء میں کولمبو میں پاکستانی سرمایہ کاروں اور امپورٹرز کا جو وفد گیا تھا، آپ اس کے سربراہ تھے۔

بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت : جناب مجید عزیز بالا گام والا نے متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کی اور آپ ان کانفرنسوں میں شرکت کے لئے بنکاک (تھائی لینڈ)، کولمبو (سری لنکا)، نئی دہلی (انڈیا) اور سنگاپور وغیرہ گئے۔

آپ کا کہنا ہے کہ پوری میمن برادری کی نئی نسل تعلیم حاصل کرلے تو بے شمار مسائل حل ہوسکتے ہیں۔اس کے لیے ضروری ہے کہ قوم کی جانب سے حوصلہ افزائی اور تعاون ملے۔ہمیں اپنے مذہب سے وابستہ رہنا چاہیے اور اپنے کلچر (ثقافت) کو زندہ رکھنا چاہیے اس کے لیے بے حد ضروری ہے کہ ہم اپنے گھروں میں دینی ماحول پیدا کرلیں۔میمن زبان بولیں۔اپنے بچوں کی اس جانب توجہ دلائیں۔ہمیں اپنی میمنی بولی اور اپنا کلچر میمن اپنانا چاہیے۔اپنا کلچر اپنائیں گے تو ہماری پہچان اور تشخص باقی رہ سکے گا۔

جناب مجید عزیز کا یہ کہنا ہے کہ بلاشبہ پاکستان جیسے غریب ملک میں حکومت سارے کام نہیں کرسکتی۔ایسے میں ملک میں آباد کیمونٹی (برادریاں) حکومتوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔میمن برادری اور گجراتی برادری دیگر تاجر برادریاں قابل اور ذہین برادریاں ہیں اور ان کے فلاحی کاموں کے نیٹ ورک کو ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

میمن برادری نے پاکستان میں صنعتی انقلاب کی بنیاد رکھی تھی۔کراچی میں سب سے پہلی انڈسٹری فروری 1948ء میں بنگال آئل ملز، میمن صنعت کاروں حاجی علی محمد بنگالی اور محمد علی رنگون والا نے مل کر قائم کی تھی۔انشاء اللہ پاکستان کا مستقبل روشن ہے۔میمن اور بانٹوا میمن برادری کا فلاح و بہبود کے کاموں میں بہت اہم کردار ہے۔

میمن اور بانٹوا میمن برادری کے ممتاز بزنس مین

سابق صدر کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

جناب عبدالمجید حاجی محمد کاپڑیا

Mr. Abdul Majeed Kapadia

مدت صدارت 2010 - 2009ء

بانٹوا میمن برادری اور میمن برادری کے لیے یہ بات باعث صد افتخار ہے کہ اس میں بڑی بڑی شخصیات موجود ہیں جن میں مخیر، فیاض، سخی، ماہر تعلیم، صحافی، تاجر، صنعت کار اور دوسرے پیشہ ور ماہرین شامل ہیں۔ جناب عبدالمجید حاجی محمد کاپڑیا بھی میمن برادری کی وہ نمایاں اور سرکردہ شخصیت ہیں جس میں مذکورہ بالا تمام اوصاف یکجا ہیں۔ آپ ایک بڑے تاجر ہیں، ایک ماہر صنعت کار ہیں، ایک تجربے کار بزنس مین ہیں۔ مذکورہ بالا اوصاف کو سمجھنے کے لیے ان کی لگن، بزنس کے شعبوں میں تاجروں اور صنعت کاروں کی خدمات اور مینجمنٹ میں ان کا اہم عہدوں پر تقرر ہی کافی ہے۔

جناب عبدالمجید حاجی محمد کاپڑیا ایک تاجر گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور اس شعبے میں خاصے معروف ہیں۔ ان کا دوسرا بڑا تعارف یہ ہے کہ وہ کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر کے عہدے پر فائز رہے ہیں اور اس طرح وہ ثابت کرتے ہیں کہ ان میں لیڈرشپ کا جذبہ موجود ہے اور آپ اپنی تاجر برادری کے مسائل حل کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں چاہے عہدے پر ہوں یا نہ ہوں۔ اس وقت آپ عبدالواحد عبدالمجید گروپ (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے ڈائریکٹر ہیں۔ انہوں نے 1972ء میں اس گروپ کو جوائن کیا تھا اور اس قدر مستقل مزاجی کے ساتھ کام کیا کہ آج تک اسی گروپ سے وابستہ ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں کام کرنے کی کتنی لگن ہے اور وہ کس طرح جم کر اور ڈٹ کر کام کرتے ہیں۔

فیملی پس منظر : جناب عبدالمجید کاپڑیا کے والد محترم کا نام حاجی محمد کاپڑیا ہے اور والدہ کا اسم گرامی محترمہ حاجیانی حنیفہ لوائی ہے۔ اس گھرانے میں آپ کی پیدائش 12 مارچ 1951ء کو ہوئی تھی۔ ان کے چھوٹے بھائی عبدالواحد حاجی محمد ہیں۔ ان دو بھائیوں کے علاوہ اس گھرانے میں پانچ بہنیں بھی شامل ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے:

☆ محترمہ مہر النساء زوجہ عبدالرزاق مادھو پوروالا ☆ محترمہ رخسانہ زوجہ محمد رفیق بلوانی

☆محترمہ نبیلہ زوجہ محمد حسین کھانانی ☆محترمہ ثمینہ زوجہ سکندر رابڈیا

☆محترمہ انیسہ زوجہ اشفاق پٹیل۔اس طرح جناب عبدالمجید حاجی محمد کاپڑیا کی پانچوں بہنیں شادی شدہ ہیں اور اپنے اپنے گھروں میں خوش حال زندگی گزار رہی ہیں۔

تعلیمی سفر : جناب عبدالمجید کی تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تو اس کا آغاز مدرسہ اسلامیہ میں داخلے سے ہوا جہاں سے انہوں نے پرائمری تعلیم حاصل کی اس کے بعد انہوں نے ''میری کلاسو'' نامی اسکول (صدر) سے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔اسکول کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد انہوں نے گورنمنٹ کامرس کالج میں داخلہ لے لیا جہاں سے 1972ء میں انہوں نے گریجویشن کی تعلیم مکمل کی۔وہ کالج کے اچھے، پڑھنے والے ذہین اور باصلاحیت اسٹوڈنٹس میں شمار ہوتے تھے۔یہاں انہوں نے ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا۔وہ اکثر و بیشتر کوئز مقابلوں میں شامل ہوتے اور انعامات حاصل کرتے تھے۔

عملی زندگی میں قدم : آپ کی ازدواجی زندگی بہت کامیاب ہے۔24اپریل 1977ء کو ان کی شادی جناب ابوبکر ورندگی کی بیٹی محترمہ فرزانہ کے ساتھ انجام پائی جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے دیے ہیں۔دونوں بیٹوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہیں:

☆ان کے بڑے بیٹے کا نام محمد احمد ہے۔انہوں نے ایم بی اے کیا ہے اور اپنے والد کے بزنس میں ان کی مدد کر رہے ہیں۔

☆دوسرے بیٹے کا نام محمد علی ہے۔انہوں نے بھی ایم بی اے کیا ہے اور وہ بھی اپنے والد کے کاروبار میں ان کی معاونت کر رہے ہیں۔

دونوں بیٹے ماشاءاللہ باشعور اور فرماں بردار ہیں اور ہر لحاظ سے خود کو جناب عبدالمجید حاجی محمد کاپڑیا کا سعادت مند بیٹے ثابت کر رہے ہیں۔

بزنس کے مختلف اداروں میں عمدہ کارکردگی : جناب عبدالمجید حاجی محمد کاپڑیا مختلف اداروں سے مختلف حیثیتوں میں وابستہ رہے اور برادری کے لیے اعزاز کا باعث بنے۔اس کی مختصری تفصیل ذیل میں پیش کی جارہی ہے:

☆جناب عبدالمجید کاپڑیا FPCC کی جنرل باڈی کے ممبر کی حیثیت سے پاکستان وناسپتی مینوفیکچر ایسوسی ایشن (PVMA) کی نمائندگی۔انہوں نے یہ خدمت 1995ء اور 1996ء کے برسوں میں انجام دی تھی۔

☆وہ 98 - 1997 کے دوران PVMA کی ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن بھی رہے۔

☆1998ء سے 2001ء تک وہ کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (KCCI) کی مینجنگ کمیٹی کے رکن رہے۔

☆2003ء اور 2005ء کے دوران بھی وہ KCCI کے ممبر رہے۔

☆2004 - 2003ء میں وہ KCCI کی بینکنگ اینڈ انشورنس کمیٹی کے چیئرمین رہے اور اس عہدے پر قابل ذکر خدمات انجام دیں۔

☆اسی مدت کے دوران وہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی کریڈٹ کمیٹی کے ممبر بھی رہے اور اس عہدے پر اہم کام کیے۔

☆2005 - 2003ء کی مدت کے دوران وہ ایوان تجارت اسپتال کے لیے KCCI کے نامزد کردہ رکن رہے اور اس حیثیت میں عمدہ خدمات انجام دیں۔

☆2005 - 2004ء کی مدت کے دوران وہ KCCI کے نائب صدر رہے۔

☆2008ء میں وہ پاکستان وناسپتی مینوفیکچررز ایسوی ایشن (PVMA) کے چیئرمین بنے تھے اور آج تک اس عہدے پر کام کر رہے ہیں۔

☆انھیں درآمدات کی تجارت (امپورٹ ٹریڈ) میں غیر معمولی پرفارمنس پر ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ یہ ایوارڈ پاکستان کموڈیٹی امپورٹرز ایسوی ایشن نے دیا تھا۔

☆2006ء میں انھیں جنرل آئٹمز (عام اشیاء) کی امپورٹ پر پاکستان کیمیکل اینڈ ڈائز مرچنٹ ایسوی ایشن نے ایوارڈ سے نوازا تھا۔

☆1995 - 1994ء میں انھیں سیڈز اینڈ نٹس (بیجوں اور گری) کے بہترین ایکسپورٹر کے ایوارڈ سے نوازا گیا تھا۔

☆2005ء سے آپ سندھ کے شہر گھارو میں ایک رفاہی اسپتال چلا رہے ہیں۔

میمن اداروں سے لگاؤ : ورلڈ میمن آرگنائزیشن ایک ایسا عالمی پلیٹ فارم ہے جس نے ساری دنیا کے میمنوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور انھیں بکھرنے سے بچالیا ہے۔ اس پلیٹ فارم کو مجید بھائی بہت بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس سے وابستہ ہو کر اسے مستحکم کیا جائے۔ اس نے آبادکاری اور مردم شماری کے لیے بڑی محنت کی۔ WMO کو فعال بنانے اور فلاحی امور کی انجام دہی میں عہدیداران کی خدمات اور کاوشیں قابل تحسین ہیں۔ آپ آل پاکستان میمن فیڈریشن کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا یہ ادارہ جناب محمد حنیف موٹلانی اور ساتھی عہدیداران علاوہ سپریم کونسل میمن فیڈریشن کے چیئرمین جناب محمد حنیف حاجی قاسم کھیارا اور ان کے ساتھی عہدیداران میمن فیڈریشن کے لیے فعال خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ٹیم ورک کے ساتھ عمدہ کام کر رہے ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس نے تمام میمن جماعتوں اور اداروں کو متحد کر رکھا ہے اور ان میں کام کی تحریک و جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس فیڈریشن کے قیام کے لیے بزرگوں نے جو کردار ادا کیا اس کے بارے میں نوجوان نسل کو بھی بتایا جائے کہ مستقبل کی راہ ہموار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ماضی سے بھی رشتہ قائم رکھا جائے۔ آپ کا تعلق بانٹوا میمن برادری سے ہے اس لیے اپنی برادری سے وابستگی ہونا لازمی امر ہے وہ اپنی برادری سے بہت لگاؤ رکھتے ہیں اور بات پر فخر کرتے ہیں کہ اس برادری نے ہمیشہ دکھی انسانیت کی خدمت کی اور رفاہی اور فلاحی ادارے قائم کیے ہیں جن سے 80 فیصد غیر میمن حضرات مستفید ہوتے رہے ہیں اور آج بھی ہو رہے ہیں۔ آپ میمن پروفیشنل فورم کو بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ اس فعال اور متحرک ادارے کی سرگرمیوں کی قدر کرتے ہیں اور ان نوجوانوں پر فخر کرتے ہیں جو اس ادارے کو چلا رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے اس جدید دور میں نوجوانوں کی سپورٹ اور رہنمائی کرنی چاہیے تاکہ وہ اس مشکل اور سائنسی دور میں نئے نئے چیلنجوں سے گھبرانے کے بجائے انہیں قبول کریں۔

میمن نوجوان اور بزنس : جناب عبدالمجید کاپڑیا کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ اس برادری کے نوجوان بزنس کی طرف آئیں۔ اچھی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جاب کی تلاش میں نہ بھاگیں بلکہ اپنا کام کریں چاہے وہ چھوٹے پیمانے کا ہی کیوں نہ ہو۔ ان کا کہنا ہے کہ میمن برادری کو اللہ تعالیٰ نے بزنس کی صلاحیت اور تجارت میں برکت دی ہے اس لیے ہمارے نوجوانوں کو بھی اس سے فیض یاب ہونا چاہیے۔

آپ کی کاروباری فرم کو وزیراعظم کے ہاتھوں ایوارڈ : جناب عبدالمجید حاجی محمد کاپڑیا کو یہ اعزاز بھی ملا ہے کہ ان کی قائم کردہ کمپنی نے ایکسپورٹ ٹرافی ایوارڈز (2008 - 2007ء) حاصل کیا۔ واضح رہے کہ یہ ایوارڈ کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری نے آرگنائز کیا تھا۔ یہ ایوارڈ جناب عبدالمجید کاپڑیا کے بڑے بیٹے جناب محمد احمد (ڈائریکٹر میسرز عبدالواحد عبدالمجید (پرائیویٹ) لمیٹڈ) نے گورنر ہاؤس کراچی میں اس وقت کے وزیراعظم پاکستان جناب سید یوسف رضا گیلانی کے دست مبارک سے وصول کیا تھا۔ مذکورہ بالا قومی

ایوارڈ یہ ظاہر کرتا ہے کہ عبدالمجید صاحب کی بزنس کے شعبے پر کتنی مضبوط گرفت ہے اور وہ کتنی سنجیدگی سے اس شعبے کے لیے کوششیں اور کاوشیں کر رہے تھے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے کہ ان کی کمپنی نے ایگرو کموڈیٹیز (زرعی اشیاء) کی ایکسپورٹ میں خود کو سب سے بڑی کمپنی ثابت کیا اور ایوارڈ بھی حاصل کیا۔ یہاں مجید بھائی کی گراں قدر خدمات اور ان کے کردار کو خراج تحسین پیش نہ کرنا زیادتی ہوگی۔ یہ انہی کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ ان کے بیٹے نے وزیر اعظم پاکستان کے ہاتھوں اعلیٰ ایوارڈ وصول کیا تھا۔

بانٹوا میمن برادری : اپنی بانٹوا میمن برادری کی خدمات پر فخر کا اظہار کرتے ہوئے جناب مجید کاپڑیا کہتے ہیں کہ اس برادری نے یوں تو بڑے بڑے کام کیے ہیں لیکن میری نظر میں جو سب سے اہم کام کیا ہے وہ گھریلو تنازعات کا حل ہے۔ اس سے برادری کے لوگ کورٹ کچہریوں کے چکر لگانے سے بچ جاتے ہیں۔ انھیں میمنی بولی پر بھی فخر ہے اور میمن ہونے پر بھی فخر محسوس کرتے ہیں مگر اس سے بھی زیادہ فخر مسلمان ہونے اور پاکستانی ہونے پر ہے۔ آپ کی سوچ قومی ہے اور ایک محب وطن پاکستانی کے ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ بانٹوا میمن جماعت کی موجودہ قیادت، عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین خوب سماجی اور فلاحی کاموں میں کوشاں ہیں اس کے لئے قابل تعریف ہیں۔

بانٹوا میمن برادری، میمن برادری کے ممتاز بزنس مین اور بے لوث خدمت گزار

سابق صدر کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

جناب محمد ہارون اگر

مدت صدارت 2013 - 2012ء

جناب محمد ہارون اگر کا تعلق بانٹوا میمن برادری سے ہے۔ آپ ایک کامیاب اور دیانت دار بزنس مین ہیں اور ملک بھر کے کاروباری و تجارتی حلقوں کی معروف شخصیت ہیں۔ اپنی روایات کے مطابق خدمت خلق کے شعبے میں بھی آپ نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اسی رجحان نے کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر کے عہدے تک پہنچایا تھا اور آپ نے اپنے اسلاف، اپنے بزرگوں اور اپنی برادری کی روایات کی پاسداری کرتے ہوئے انسانی خدمت کے شعبے میں دلچسپی لی مگر یہاں میں بزنس اور تجارت کے حوالے سے آپ کی شخصیت کے چند پہلوؤں کو اجاگر کر رہا ہوں۔

Mr. M. Haroon Agar

ڈائریکٹر اگر انٹرنیشنل (پرائیویٹ) لمیٹڈ :

جناب محمد ہارون اگر اس وقت اگرا انٹرنیشنل (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے ڈائریکٹر ہیں۔آپ نے یہ عہدہ 1988ء میں سنبھالا تھا اور آج تک اسی پر کام کر رہے ہیں۔واضح رہے کہ مذکورہ بالا اگر گروپ کی پیرنٹ کمپنی (مرکزی کمپنی) ہے جو عالمی سطح پر معروف ہے۔اپنے ناقابل یقین ٹریڈ ریکارڈ، تجارت کی عمدہ پیشکشوں کی وجہ سے یہ فرم بڑے معتبر اور احترام کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔یہ ادارہ درج ذیل کی تقسیم میں بھی مصروف ہے: پولی مر (پلاسٹک)، کیمیکل، مصالحے، دالیں، خشک دودھ اور بے شمار زرعی اور صنعتی مصنوعات۔ان تمام کاموں سے 20 سال تک وابستہ رہ کر ہارون اگر صاحب نے بیش قیمت تجربات حاصل کیے ہیں۔انہوں نے تجارت و کاروبار کا تجربہ حاصل کیا اور مارکیٹنگ کا بھی اور ان سب سے بڑھ کر اس سے انہیں حکمت عملی کی صلاحیت ملی جس سے کمپنی کو ترقی ملی اور اس نے ہر معاشی سیناریو (منظرنامے) میں کامیابی حاصل کی۔

ڈائریکٹر سالڈ اسٹیل (پرائیویٹ) لمیٹڈ : کسی بھی ادارے میں سو ملازمین کا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ایک مستحکم اور بڑا ادارہ ہے۔ذاتی ریسرچ اور تجربے کے ذریعے انہوں نے اس گروپ میں نمایاں اور موثر اقدامات کیے اور اس کے ڈھانچے کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔اس سے ان کے گروپ کو اسٹیٹ آف آرٹ یعنی جدید ترین ویئر ہاؤسنگ کی سہولیات حاصل ہوئیں جس سے مختلف انواع واقسام کی اشیاء کی انتظام کاری آسان ہوگئی۔

آرگنائزیشنز سے وابستگی : جناب محمد ہارون اگر درج ذیل پیشہ ورانہ تنظیموں سے مختلف حیثیتوں سے بھی وابستہ رہے اور ہر عہدے پر رہ کر اپنے فرائض پوری توجہ اور ایمانداری کے ساتھ انجام دیئے۔

☆2011 - 2010ء: چیئرمین پاکستان کیمیکلز اینڈ ڈائز مرچنٹ ایسوسی ایشن

☆2008 - 2007ء: نائب صدر کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

☆2004 - 2001ء: ممبر مینجنگ کمیٹی کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

☆2004 - 2001ء: چیئرمین کسٹمز اور ویلیوایشن سب کمیٹی کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

دیگر سرگرمیاں اور کارنامے : جناب ہارون اگر کی ایک ہی Hobby، ایک ہی مشغلہ ہے۔انہیں بزنس کمیونٹی کو سپورٹ کرنے کا بہت شوق ہے۔اس کام کو انہوں نے اپنے اوپر فرض قرار دے لیا ہے اور اس فرض کی بجا آوری میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ اپنی پیشہ ورانہ عملی صلاحیت اور تجربات کو اپنی بزنس کمیونٹی تک بھی پہنچائیں تاکہ وہ بھی اس سے مستفید ہوسکے۔وہ بزنس کمیونٹی کی خدمت کرنے کے خواہش مند ہیں اور اس کام کے لیے ہر سطح تک جاسکتے ہیں۔2008ء میں وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے انہیں ایکسپورٹ پرفارمنس ٹرافی سے نوازا تھا جو ان کے لیے بڑے فخر کی بات ہے۔آپ بلامقابلہ 2013 - 2012ء کی مدت کے لئے کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر منتخب ہوئے تھے اور اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو خوش اسلوبی سے انجام دہی کی تھی۔

واضح رہے کہ جناب ہارون اگر کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے سابق صدر رہے ہیں لیکن اب بھی تجارتی اور صنعتی مسائل کے حل میں خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔آپ کے والد محترم حاجی اسمٰعیل اگر مرحوم (مٹھواگر) نہایت دور اندیش انسان تھے۔اس خاندان نے ہمیشہ سے ہی بانٹوا میمن برادری کی فلاح و بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور برادری میں غلط رسم و رواج کی مخالفت کی اور برادری میں تعلیم کے فروغ کے خواہاں رہے۔

کاروباری حضرات کے لئے مشکل حالات پر تاثرات: پاکستان اس وقت وبائی مرض کرونا کے سبب ایک نازک دور سے گذر رہا ہے ملکی معیشت اندرونی و بیرونی مسائل کا شکار ہے۔ پاکستان کی صنعت وتجارت کو بھی گذشتہ چند سالوں سے بحرانی کیفیت کا سامنا ہے۔ ملک کے موجودہ اقتصادی بحران، بجلی اور گیس کا بحران، بڑھتی ہوئی مہنگائی اور کم ہوتی ہوئی ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری، بڑھتی ہوئی شرح سود، صنعتوں کو چلانے کی لاگت میں غیر معمولی اضافہ اور بگڑتی ہوئی امن وامان کی صورتحال کی وجہ سے کاروبار شدید مسائل سے دوچار ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں برآمدات میں کمی ہورہی ہے اور بے روزگاری میں بھی اضافہ ہورہا ہے ان معاملات کو ملکی مفاد میں ڈھالنے اور بہتری کے لیے کوشاں ہیں۔

جناب ہارون اگر چیمبر کے صدر کے عہدے پر نہ ہوتے ہوئے بھی بزنس وانڈسٹریل کمیونٹی کو یقین دلایا کہ حکومت اور متعلقہ محکموں بھرپور روابط قائم کریں گے۔ امن وامان کے حوالے سے سنگین مسائل درپیش ہے۔ بڑھتے ہوئے اسٹریٹ کرائمز، بھتہ اور جرائم پیشہ عناصر کی غیر قانونی سرگرمیوں کے خاتمہ کے لیے انھوں نے بھرپور کردار ادا کرنے کا عزم کیا ہوا ہے تا کہ حکومت بزنس وانڈسٹریل کمیونٹی کی جان ومال کا تحفظ یقینی بنائے اور اپنی ذمہ داری حقیقی معنوں میں ادا کرے۔

ہارون اگر صاحب کو کوشش ہے کہ حکومت پر زور دیں کہ کہ فرسودہ قوانین کو تبدیل کر کے موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق قانون سازی کی جائے تا کہ جرائم پیشہ عناصر اپنے انجام کو پہنچیں اور کرائمز میں خاطر خواہ کمی ہو۔ یہ اقدام وقت کی اہم ضرورت بھی ہے کیونکہ سرمایہ کاری اور کاروبار چلانے کے لیے امن وامان لازم اور ناگزیر ہے۔ امن وامان کے علاوہ ہارون اگر صاحب کی ترجیحات میں توانائی کے بحران پر قابو پانا اور ایکسپورٹس کو فروغ دینا بھی شامل ہیں۔ تاریخ کے بدترین بجلی کے بحران سے نمٹنے کے لیے وغیر ملکی سرمایہ کاروں کو بھی انرجی سیکٹر میں سرمایہ کاری کی ترغیب دے رہے ہیں۔ ایکسپورٹرز کو درکار سہولیات جن میں بجلی، گیس و پانی سرفہرست ہیں فراہمی یقینی بنانے کے لیے بھرپور آواز اٹھارہے ہیں۔

ایکسپورٹس کو فروغ دینے کے لیے علاقائی تجارت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے بھرپور لابنگ کررہے ہیں اور ہمسایہ ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات میں مضبوطی کے لیے اعلیٰ شخصیات کے ساتھ رابطوں کے عمل کی ابتداء کر چکے ہیں۔ جناب ہارون اگر کی خواہش ہے کہ خطے میں تجارت کے فروغ کے لیے بالخصوص انڈیا، افغانستان، مشرق وسطیٰ، GCC ممالک، ایران اور چین کے ساتھ تجارتی تعاون کو مزید بہتر بنانے پر کام کریں۔ اس ضمن میں ان کی کوشش ہے کہ اپنے دور صدارت میں میری دلی خواہش رہی ہے کہ بمبئی کراچی جوائنٹ چیمبر آف کامرس کے قیام اور وزارت تجارت سے اس کے لائسنس کے حصول کو یقینی بنائیں۔ چھوٹے اور درمیانہ درجے کے تاجر بزنس کمیونٹی میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کے تمام جائز مسائل کا حل بھی ہارون اگر صاحب کی ترجیحات میں شامل تھا۔ اگر موجودہ حالات بہتر صورت اختیار کرتے ہیں، اقتصادی حالات اچھے ہوتے ہیں چیمبر کی موجودہ قیادت کو توجہ دینی ہوگی۔ گذشتہ 2020ء سے وبائی مرض کرونا نے جہاں عوام الناس کو پریشان کیا ہوا ہے علاوہ تجارتی اور صنعتی شعبے کو بھی بے حد پریشان ومتاثر کیا ہوا ہے۔

یونی ورسٹی آف کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے قیام کے لیے کراچی چیمبر کی جدوجہد جاری ہے۔ ہارون اگر صاحب کی خواہش ہے کہ یونی ورسٹی کے پلاٹ کے حصول کو یقینی بنایا جائے اور جلد یونی ورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا جائے۔ یونی ورسٹی آف کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری پاکستان کی پہلی کامرس یونی ورسٹی ہوگی جس کا انتظام و انصرام چیمبر کی انتظامیہ کے پاس ہوگا۔ کراچی چیمبر کی سالانہ

MY-KARACHI نمائش میں پاکستانی مصنوعات اور برانڈز کی پروموشن کے علاوہ انٹرنیشنل ہال میں سارک پویلین، ایشیا پویلین اور یورپین یونین پویلین کے انعقاد کے سلسلے میں تاجر برادری کی خواہش ہے جس میں دوست ممالک سے کثیر تعداد میں نمائش کار اور تجارتی وفود شرکت کی دعوت دی جائے۔

جناب ہارون اگر اکثر نوجوانوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ کاروبار، تجارت اور بزنس کے شعبے میں آنے سے پہلے انہیں اعلیٰ تعلیم (ہائر ایجوکیشن) حاصل کرنی چاہیے کیونکہ یہ اس شعبے (بزنس) کی لازمی ضرورت ہے۔ جناب ہارون اگر مرحوم سراج قاسم تیلی کی گراں قدر خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مرحوم سراج بھائی بزنس مین گروپ کے شہسوار تھے۔ آپ کو یعنی سراج قاسم تیلی مرحوم کو نہ صرف چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری میں عزت و مقام حاصل تھا اور بلکہ سرکاری اداروں میں بھی آپ کا بہت اچھا امیج تھا اور سبھی ادارے آپ کو تکریم دیتے تھے۔ تاجروں کے میر کارواں جناب محمد زبیر موتی والا اور ان کے ساتھی تاجروں اور صنعت کاروں کے قافلے کو لے کر رواں دواں ہیں۔

جناب ہارون اگر بھی بزنس کے شعبے میں پرفیکٹ اور ایماندار انسان ہیں اپنے دور صدارت میں چیمبر کے ہر جائز کام کو کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ آپ غریب پرور خلوص کے پیکر ہیں۔

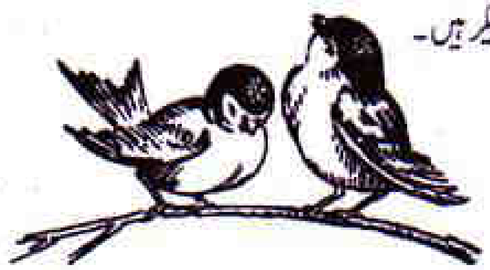

میمن سماج آپ کے مطالعہ کے لئے

☆ ماہنامہ میمن سماج بانٹوا میمن برادری کی سماجی، فلاحی، تعلیمی اور رفاہی سرگرمیوں کا ترجمان ہے۔
☆ برادری میں رائج غلط رسم و رواج کے خاتمے کی مہم میں معاون مددگار ہے۔
☆ بانٹوا میمن برادری کے قلمکاروں اور نوجوان طلبہ و طالبات کی قلمی اور علمی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی کو اجاگر کرنے کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔
☆ بانٹوا میمن برادری کی تاریخ و ثقافت، میمن کلچر و میمنی بولی کے فروغ کے لئے کوشاں ہے۔

اللہ اکبر...اللہ اکبر

کلام : طفیل ھشیارپوری

اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ کی رحمت کا سایہ، توحید کا پرچم لہرایا اے مردِ مجاہد
جاگ ذرا، اب وقت شہادت ہے آیا اللہ اکبر اللہ اکبر

سر رکھ کے ہتھیلی پر جانا، ہے ظلم سے تجھ کو ٹکرانا
ایماں ہے متوالا تو اسلام کا ہے رکھوالا تو
ایمان ہے تیرا سرمایہ، اے مرد مجاہد جاگ ذرا
اب وقت شہادت ہے آیا اللہ اکبر اللہ اکبر

باطل کی نظر للچائی ہے، انسان پہ تنگ خدائی ہے
سر کفر نے دیکھ ابھارا ہے،اسلام کو پھر للکارا ہے
تقدیر نے یہ دن دکھلایا اے مرد مجاہد جاگ ذرا
اب وقت شہادت ہے آیا، اللہ اکبر اللہ اکبر

تو ہاتھ میں اب تلوار اٹھا، رکھ سر پہ کفن میدان میں آ
تقدیر تیری تدبیر تیری، سب دنیا ہے جاگیر تیری
تاریخ نے ہے یہ بتلایا، اے مرد مجاہد جاگ ذرا
اب وقت شہادت ہے آیا، اللہ اکبر اللہ اکبر

جاں جاتی ہے بے شک جائے، پرچم نہ ترا جھکنے پائے
غازی کو موت سے کیا ڈر ہے،جان دینا جہاد اکبر
قرآں میں ہے یہ فرمایا اے مرد مجاہد جاگ ذرا
اب وقت شہادت ہے آیا، اللہ اکبر اللہ اکبر

محبوب خدا ﷺ کے پروانے دہرا اے اجداد کے افسانے
پیغام اخوت دینا ہے یہ کام تجھ ہی سے لینا ہے
پھر کفر مقابل ہے آیا اے مرد مجاہد جاگ ذرا
اب وقت شہادت ہے آیا، اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ کی رحمت کا سایہ توحید کا پرچم لہرایا
اے مردمجاہد جاگ ذرااب وقت شہادت ہے آیا، اللہ اکبر اللہ

قومی نغمہ

تنویر نقوی

اصل نام سید خورشید علی تھا۔ لاہور میں پیدا ہوئے اور اسی شہر میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ بچپن سے ہی شعر گوئی کی جانب مسائل ہو گئے۔ ابتداء مشاعروں میں شرکت کی۔ پھر فلمی شاعری کی طرف رجحان ہو گیا۔ لاہور میں کچھ فلموں کے گیت لکھنے کے بعد بمبئی چلے گئے اور متعدد فلموں کے لیے مقبول نغمے لکھے۔ قیام پاکستان کے بعد پھر واپس لاہور لوٹ آئے اور از سر نو پاکستانی فلموں کے لیے گیت لکھنا شروع کر دیے۔ ایک اندازے کے مطابق انہوں نے ایک سو سے زائد فلموں کے لیے گیت لکھے۔ ان کے گیتوں میں سحر انگیز کیفیت، غنائیت، خیال آفرینی اور شعریت موجزن ہوتی تھی۔ ایک شعری مجموعہ سنہرے سپنے 1940ء میں طبع ہوا تھا۔ تنویر نقوی کو ان کی مقبول اور خوبصورت گیت نگاری پر متعدد ایوارڈ دیے گئے۔ جذبہ حب الوطنی سے لبریز ان کے کئی قومی نغمے بہت مقبول ہوئے۔ خصوصاً ملکہ ترنم میڈم نور جہاں کی آواز میں ان کا ایک قومی نغمہ رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو آج بھی سامعتوں کو وطن کے حوالے سے ہر قسم کی قربانی دینے کا حوصلہ اور ولولہ عطا کر رہا ہے۔

رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو

رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو
یہ لہو سرخی ہے آزادی کے افسانے کی
یہ شفق رنگ لہو
رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو
جس کے ہر قطرے میں خورشید کئی
جس کی ہر بوند میں ایک صبح نئی
دور جس صبح درخشاں سے اندھیرا ہوگا
رات کٹ جائے گی گل رنگ سویرا ہوگا
رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو

اپنی رفتار کو اب اور ذرا تیز کرو
اپنے جذبات کو کچھ اور جنوں خیز کرو
ایک دو گام پہ اب منزل آزادی ہے
آگ اور خون کے ادھر امن کی آبادی ہے
خود بخود ٹوٹ کے گرتی نہیں زنجیر کبھی
بدلی جاتی ہے بدلتی نہیں تقدیر کبھی
رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو

جس کے ہر قطرے میں خورشید کئی
جس کی ہر بوند میں اک صبح نئی
دور جس صبح درخشاں سے اندھیرا ہوگا
رات کٹ جائے گی گل رنگ سویرا ہوگا
رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو

نماز نامہ

اللہ کا گھر، دین کا مرکز، نماز کی ادائیگی کے لیے

مسجد کا ادب و احترام

تحریر: یوسف عبدالغنی مانڈویا (مرحوم)

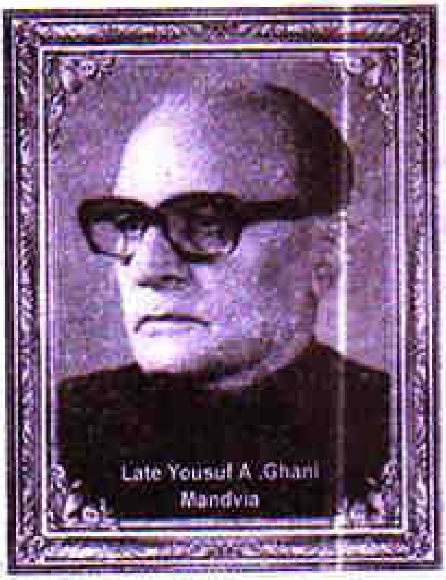

Late Yousuf A .Ghani Mandvia

مسجد کے معنی سجدہ کرنے کی جگہ کے ہیں، مگر اسلام میں اس سے مراد وہ جگہ ہے جس کو ہم اللہ کی عبادت کے لئے مخصوص کر لیتے ہیں۔ مسلمان جہاں بھی رہتے ہیں اپنے لئے مسجد ضرور تعمیر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مسجد اسلامی زندگی کا ایک ایسا مرکز ہے جس کے گرد مسلمانوں کی پوری زندگی گھومتی ہے۔ وہ ہر روز پانچ بار یہاں جمع ہو کر ایک امام کے پیچھے نماز کی ادائیگی کرتے ہیں۔ جمعہ المبارک کو بڑی تعداد میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، نیکی اور بھلائی کی باتیں سنتے ہیں اور یوں اللہ کا یہ گھر ان کے درمیان محبت، پیار اور ایک دوسرے کے دکھ درد سننے اور دور کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے پہلا کام یہ کیا کہ وہاں زمین خریدی اور مسجد تعمیر کرائی۔ آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اینٹیں اور پتھر اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کا کام مکمل فرمایا۔ مسجد تعمیر کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم صرف ایک عمارت کھڑی کر لیں بلکہ قرآن پاک کے مطابق اس کا مقصد یہ ہے: ''ان عمارتوں میں جن کے بارے میں اللہ کا یہ حکم ہے کہ ان کو اونچا اٹھایا جائے اور ان میں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے۔'' ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔''

اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم مسجدوں کو آباد کریں۔ وہاں پانچوں وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا کریں۔

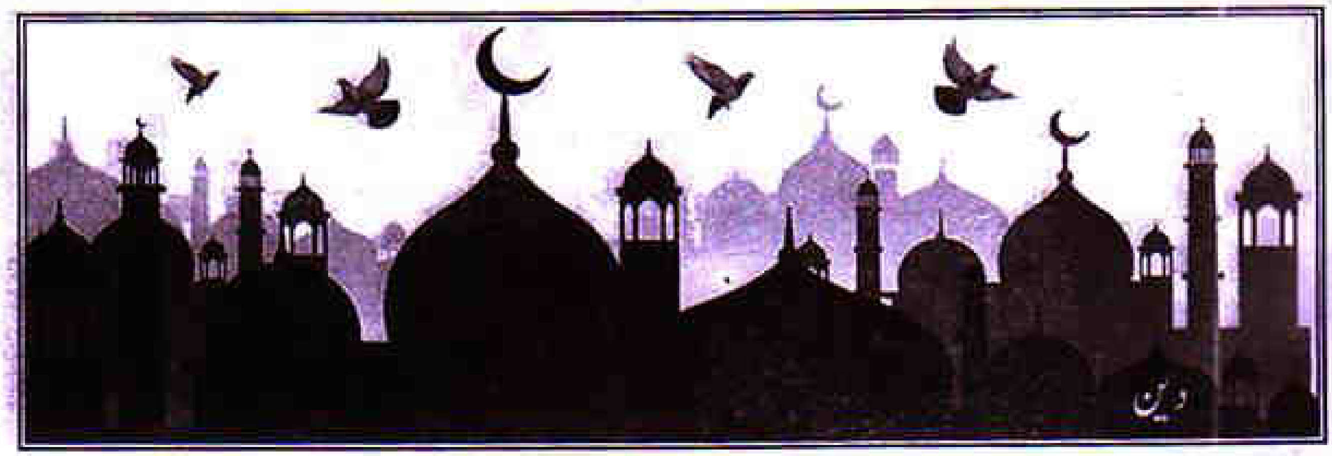

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو!''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔''

وہ لوگ جو ہر وقت مسجد کی دیکھ بھال میں لگے رہتے ہیں اللہ کے ہاں ان کا بڑا مرتبہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن وہ شخص عرش الٰہی کے سائے میں ہوگا جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔''

پیارے نبی ﷺ نے مسجد سے تعلق کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس کو مسجد سے پیار ہے اور وہ اس کی دیکھ بھال میں لگا رہتا ہے تو گواہ رہو کہ وہ صاحب ایمان ہے یہ بھی فرمایا: ''جو شخص گھر سے وضو کر کے مسجد میں نماز پڑھنے جاتا ہے وہ اس کے مسجد پہنچنے پر اللہ ایسے خوش ہوتا ہے جیسے کسی مسافر کے سفر سے واپسی پر گھر والے اس سے مل کر خوش ہوتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو پہلے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور پھر یہ دعا پڑھے: ترجمہ ''اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' فرمایا کہ ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے''۔

مسجد کا ادب اور احترام ہر مسلمان پر لازم ہے۔ نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسجد میں ادب و احترام کے ساتھ بیٹھے شور و غل نہ کرے نہ ہنسی مذاق کرے اور نہ خرید و فروخت کی باتیں کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجد میں صرف دنیا کی باتیں کریں گے۔ تم ایسے لوگوں کی بات چیت میں شریک نہ ہونا۔ اللہ ایسے لوگوں کی نماز قبول نہیں فرماتا۔''

مسجد کے احترام کا تقاضا ہے کہ جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو جہاں جگہ ملے وہاں ادب سے بیٹھ جائے لوگوں کے کندھوں کے اوپر سے اور لوگوں کو ہٹا کر آگے جانے کی کوشش نہ کرے۔ کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ آئے اس لئے کہ جس چیز سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔''

مسجد کو پاک صاف رکھنا اور اس میں خوشبو کا اہتمام کرنا مسجد کا حق ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں جھاڑ پونچھ کا اہتمام کرنا' مسجد کو پاک صاف رکھنا' مسجد میں خوشبو کا انتظام کرنا' خاص طور پر جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو میں بسانا' یہ تمام کام جنت میں لے جانے والے ہیں۔''

مسجدوں کو صاف ستھرا رکھنا اور ان کی حفاظت کرنا یقیناً بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور اس عمل میں سستی نہیں کرنی چاہئے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم مسجدوں کو اللہ کے ذکر سے آباد رکھیں۔ ایسی باتیں نہ کریں جن سے فتنہ فساد پیدا ہو۔ لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلائیں تاکہ اللہ کے یہ گھر امن و سلامتی اور محبت کے مرکز بن جائیں۔

حضور ﷺ صفیں سیدھی کرنے پر بہت زور دیتے تھے۔ فرماتے تھے: ''اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا کر لیا کرو' ایسا نہ ہو کہ اس کے بدلے اللہ تمہارا رخ ایک دوسرے کے خلاف کر دے۔''　(ماہنامہ محراب (گجراتی) سے ترجمہ)

92سال قبل کی اہم یاد

تاریخ کے جھروکوں سے 29 مارچ 1929ء۔دھن نگری بانٹوا کی تاریخ کا ایک سنہرا ورق

بانٹوا (بھارت) میں

بانٹوا لیڈیز اسپتال (زنانہ اسپتال) کا افتتاح

یہ بانٹوا بلکہ کاٹھیاواڑ کا پہلا لیڈیز اسپتال تھا جو تاریخی اہمیت کا حامل ثابت ہوا
شاندار اور پروقار افتتاحی تقریب کا احوال

گجراتی تحریر : جناب اے ڈی کریم کھانانی (مرحوم)

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

یہ تاریخی احوال گجرات کے مشہور ومعروف پندرہ روزہ رسالے ''میمن سدھارک'' کے 15 اپریل 1929ء کے شمارے میں گجراتی زبان میں شائع ہوا تھا۔اس کے بعد آج سے تقریباً 20 سال قبل حاجی محمد صدیق پولانی (مرحوم) کی ادارت میں شائع ہونے والا پندرہ روزہ ''میمن نیوز'' کراچی میں یہ مضمون اشاعت پذیر ہوا تھا۔اس کا اردو ترجمہ ہم نئی نسل کی معلومات میں اضافے کے لئے مذکورہ رسائل کے شکریے کے ساتھ پیش کررہے ہیں۔

Late A D Karim Khanani

یہ 29 مارچ 1929ء کا ذکر ہے جب انڈیا پر انگریزوں کی حکومت تھی۔اس زمانے میں بھارت کے تاریخی شہر اور کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بانٹوا میں ایک لیڈیز اسپتال تعمیر کیا گیا تھا جس کے افتتاح کے لیے صوبہ سورٹھ کے پولیٹیکل ایجنٹ مجسٹریٹ کی اہلیہ مادام ٹیٹ کو مدعو کیا گیا تھا۔اسی اسپتال کے کمپاؤنڈ کے عقبی حصے میں شاندار اور پروقار افتتاحی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔افتتاح کا وقت شام چھ بجے مقرر کیا گیا تھا۔وقت مقررہ سے پہلے جلسہ گاہ حاضرین سے کھچا کھچ بھر گیا۔

اس تقریب میں شرکت کے لیے دربار صاحب شیر بلند خان جی اپنے بیٹوں، بھائیوں اور دیوان مگن لال بھائی کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ان کے علاوہ آنے والے مہمانوں میں درج ذیل سرکردہ شخصیات شامل تھیں: تعلقہ جسٹس چھگن لال بھائی مع عمل درااران، سیٹھ حسین، قاسم دادا، سیٹھ عبدالکریم عبداللہ، سیٹھ حاجی محمد حاجی عیسٰی، سیٹھ ولی محمد

عبداللہ... مانا ودر کے مہربان دیوان صاحب، بیگم صاحبہ کے پی اے خان فیض محمد خانجی، ریونیو آفیسر مسٹر غوثی اور افسران، سیٹھ ولی محمد حاجی موسیٰ، سیٹھ آدم حاجی عبدل، خان میردست خان جی کے ماتحت جیٹھالال بھائی، سیٹھ قاسم بھائی، سیٹھ موسیٰ۔ ان کے علاوہ راجکوٹ سے درج ذیل نمایاں شخصیات اس افتتاحی تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لائی تھیں: سردار گڑھ کے چیف خان حسین یاور خانجی اور ان کے اے پی عطر والا، مسٹر ڈی این وکیل، مسٹر عثمان عیسیٰ بھائی وکیل، مسٹر کانتی لال وکیل، مسٹر جے چندو کیل اور پولیس سپرنٹنڈنٹ رام سنگھ جی وغیرہ۔

کچھ دور دراز کے مہمان بھی ایسے تھے جو اس تقریب میں شرکت کے لیے تشریف نہ لا سکے جس کا ان مہمانان گرامی کو بہت دکھ تھا مگر ان حضرات نے اس بانٹوا لیڈیز اسپتال کے حوالے سے نیک خواہشات کا اظہار بھی کیا اور اس پراجیکٹ کی کامیابی کی دعا بھی کی ان میں درج ذیل حضرات شامل تھے:

میجر لیگ (سابق پولیٹیکل ایجنٹ) (کولہاپور سے)، عبدالرحمٰن حاجی بیکیا (کلکتہ سے)، نور محمد سورتی، حبیب لٹھ (مدراس سے)، علی محمد احمد، عبدالشکور ہاشم (رنگون سے)، خان بہادر، غلام محمد منشی (راجکوٹ سے)۔ جناب آئی آئی چندریگر (بمبئی سے) اور جناب عثمان عیسیٰ بھائی میمن وکیل (راجکوٹ سے) جب مہمانان خصوصی میجر اور مسز ٹیٹ جلسہ گاہ پہنچے تو ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔ اس پر میجر اور مادام کو پولیس کے دستوں اور اسکاؤٹس گروپس نے سلامی دی اور ان کے اعزاز میں بینڈ بجایا گیا۔ میجر صاحب اور ان کی اہلیہ کا خیر مقدم کرنے والوں میں درج ذیل حضرات نمایاں تھے: خان صاحب شیر بلند خانجی، ان کے بھی بیٹے و بھائی، سردار گڑھ کے پولیس چیف، پولیس سپرنٹنڈنٹ، انجمن کے اہل کار و کارکنان۔ ان سبھی نے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر آنے والے معزز مہمانوں کی تعظیم دی۔

جلسہ شروع ہوتے وقت افتتاح کی رسم سے پہلے انگریزی میں تحریر کردہ دعوت نامے کا متن خان محمد فیض خانجی بارایٹ لاء نے پڑھ کر سنایا جس کا گجراتی ترجمہ بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے اعزازی جنرل سیکریٹری سیٹھ سلیمان حاجی ابراہیم بھورا نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد افتتاح کی باقاعدہ رسم ادائگی اور مہمان خصوصی مادام ٹیٹ نے نوتعمیر شدہ ''لیڈیز اسپتال'' کی عمارت کا مرکزی دروازہ کھولا جس کے ساتھ ہی تقریب گاہ مہمانوں اور حاضرین کی تالیوں سے گونج اٹھی۔ اس کے بعد مادام ٹیٹ نے لیڈی ڈاکٹر مس اے اے قوی کے ساتھ اندر قدم رکھا۔ ادھر میجر ٹیٹ بھی انجمن کے صدر کے جناب سیٹھ عبدالکریم جان محمد کے ہمراہ اندر داخل ہوئے۔ ان حضرات نے اسپتال کے مختلف حصوں کو دیکھا۔ اس کے بعد میجر ٹیٹ اور مادام ٹیٹ واپس تقریب گاہ پہنچے جہاں میجر ٹیٹ نے مادام ٹیٹ کی جانب سے مختصر خطاب کیا۔ انگریزی میں کیے گئے اس خطاب میں انہوں نے انجمن کے عہدیداران کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد اس خطاب کا گجراتی ترجمہ ایک اہل کار مگن لال بھائی نے پڑھ کر سنایا۔

انجمن کے سیکریٹری کے کلمات تشکر اور مختصر خطاب :

خطبہ استقبالیہ

سیٹھ سلیمان حاجی ابراھیم بھورا

اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا انجمن حمایت اسلام بانٹوا

مادام ٹیٹ صاحبہ! میجر ٹیٹ صاحب! محترم دربار صاحب اور معزز خواتین و حضرات! آج کی اس تقریب میں شرکت کی ہماری دعوت کو مادام اور میجر صاحب نے قبول فرما کر ہمیں یہ درس دیا ہے کہ سخت گرمی کے موسم میں بڑے بڑے سرکاری افسر عوام الناس کی بھلائی اور بہبود کے

کاموں میں حصہ لیتے ہیں اور ہر تکلیف برداشت کرتے ہیں تو اپنے ملک اور اپنی قوم کے لوگوں کو بھی سب کچھ برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ہم خاص طور سے مادام ٹیٹ کے ممنون ہیں، انہوں نے ہماری دعوت قبول کرکے بانٹوا کی خواتین پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔وہ اس گرمی میں یہ مشکل سفر طے کرکے عورتوں کے لیے قائم کیے گئے۔اس اسپتال کے افتتاح میں مہمان خصوصی بنیں۔مادام کا شکریہ! راجکوٹ اور دیگر دور دراز علاقوں سے بھی متعدد حضرات ہماری دعوت پر تشریف لائے۔انہوں نے یہ تکلیف دہ سفر طے کیا اور ہمیں عزت بخشی۔ہم ان سب معزز و محترم مہمانوں کا اپنی جماعت اور انجمن کی جانب سے دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

انہوں نے اس تقریب کے اغراض و مقاصد بیان کرنے سے پہلے اپنی جماعت اور انجمن کی تاریخ کے متعلق کہا: ”1920ء سے پہلے صورت حال یہ تھی کہ ہماری خواتین کو نہ طبی امداد ملتی تھی اور نہ بانٹوا میں کسی لیڈی ڈاکٹر کا انتظام تھا۔اسی لیے ایمرجنسی میں خواتین کو جوناگڑھ، پوربندر اور راجکوٹ لے جانا پڑتا تھا۔گھر سے دور بیمار خواتین کو دوسرے شہر لے جانا اور وہاں علاج کرانا مشکل کام تھا۔ہر فرد اس کا خرچ برداشت کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں تھا۔ایسے میں ہمارے بعض نوجوانوں کو یہ احساس ہوا کہ اس کے لیے کچھ کرنا ہوگا اور کچھ کرنے کے لیے جماعت کا ہونا ضروری ہے چنانچہ ”انجمن حمایت اسلام“ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

انہی دنوں راجکوٹ سے بیرسٹر خان بہادر منشی صاحب ماناودر کے مرحوم بھلا خان سے ملنے آئے ہوئے تھے۔ہماری درخواست پر وہ ہماری جماعت کے پہلے اجلاس کے صدر بن گئے۔اس حیثیت سے انہوں نے ہمیں مفید مشورے اور ہدایات دیں جو ہمارے لیے آگے چل کر کام آئیں۔اس کے بعد فنڈز کا مشکل مسئلہ درپیش تھا جو آج بھی ہے۔بانٹوا میں زیادہ تر ملازمت پیشہ لوگ رہتے ہیں جو سال میں بمشکل دو یا تین ماہ بانٹوا میں گزارتے ہیں اور پھر واپس اپنی ملازمت والے شہر چلے جاتے ہیں۔چنانچہ بانٹوا سے وقت اور فنڈ دونوں کا ملنا مشکل تھا۔جماعت کو ڈسپنسری اور دوسرے کاموں کے لیے جو بھی فنڈز ملے تھے وہ 75% بانٹوا سے نہیں بلکہ باہر سے ملے تھے۔مدد کرنے والے چاہے جہاں ہوں، اگر ان کے دل میں سچی لگن ہو تو وہ بہر صورت مدد کرتے ہیں۔

پھر ہماری جماعت کو فنڈز ملنے لگے شروع میں ہمیں ایک ہزار روپے ملے تو ہمارا حوصلہ بڑھا اور ہم نے بھی کوششیں تیز کردیں۔مگر بدقسمتی سے اہل بانٹوا نے اس طرف کوئی دلچسپی نہیں دکھائی۔ہم نے کسی نہ کسی طرح کچھ رقم کا بندوبست کرکے کرائے کی ایک عمارت میں ”دواخانہ“ قائم کردیا جس کا افتتاح محترم دربار صاحب شیر خانجی کے دست مبارک سے ہوا۔پھر ہماری جماعت کے کچھ ارکان نے جو مدراس میں مقیم تھے ہمیں اتنی رقم بطور عطیہ بھیج دی جس سے ہمارا دواخانہ دو سال تک آرام سے چل سکتا تھا۔اس طرح ہماری ڈسپنسری کا کام چل پڑا اور اس سے لوگ مستفید ہونے لگے۔پھر بھی ہر سال فنڈز کم پڑتے تھے۔سالانہ تین سے چار ہزار روپے کا خسارہ ہوتا تھا جسے ہم نے مقامی اور بیرونی امداد سے پورا کیا اور اس ڈسپنسری کو چلاتے رہے۔آج یہ اپنے قیام کے دسویں سال میں ہے۔فنڈز چونکہ کم ملتے تھے اس لیے ہم ایک دن کی دوا کی فیس اور ڈاکٹر کی فیس صرف دو آنے لیتے تھے اور جو لوگ یہ دو آنے ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتے تھے، ان کا علاج بالکل مفت کیا جاتا تھا۔یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح چل رہا ہے۔پہلے سال میں اس ڈسپنسری کا اوسط خرچ 275 فیصد آیا تھا اور آج دسویں سال میں یہ خرچ بڑھ کر 580 فیصد ماہانہ ہو چکا ہے۔ان تمام اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ہمارے پاس صرف بیس ہزار روپے کا فنڈ ہے جو ناکافی ہے۔چنانچہ دوا کے اخراجات ہماری انجمن اس طرح پورے کرتی ہے کہ اسے شادی بیاہ کے موقع پر ملنے والی امداد اور بیرونی امداد سے یہ کام ہو جاتا ہے۔مگر یہ عارضی حل ہے، پائیدار اور مستقل حل

نہیں ہے۔ پھر ڈسپنسری کی عمارت کا کرایہ الگ بوجھ بنا ہوا ہے اس کے باوجود ہم نے اس اسپتال کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس پر مسلسل عمل درآمد کر رہے ہیں۔ بہرحال بڑھتے ہوئے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے انجمن کی جانب سے دربار صاحبان کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی ہے کہ وہ اس ڈسپنسری کے اخراجات پورے کرنے کے لیے ماہانہ امداد مقرر کردیں۔ ہمیں ان کی جانب سے ہمدردانہ جواب کی توقع ہے۔

مریضوں سے آمدنی : ہمیں مریضوں سے بھی آمدنی حاصل ہو رہی ہے۔ جب سے یہ ڈسپنسری قائم ہوئی ہے اس وقت سے OPD سے حاصل ہونے والی آمدنی 50 سے 65 روپے کے درمیان رہی ہے ہم چھوٹے آپریشن لوگوں کے گھر جا کر بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ قرب و جوار کی خواتین کی ایمرجنسی میں ترجیحی بنیاد پر طبی امداد و نگہداشت فراہم کی جاتی ہے۔ ہمارے دواخانے کے دروازے بلاامتیاز رنگ و نسل سب کے لیے یکساں طور پر کھلے ہوئے ہیں۔ ہر مذہب اور نسل کے لوگ یہاں سے علاج معالجے کی سہولیات حاصل کر سکتے ہیں۔

نئی عمارت : کرائے کی جگہ میں ڈسپنسری قائم کرنے کے بعد ہماری درخواست پر سابق صوبائی افسر محترم لینگ صاحب نے ہماری ڈسپنسری کا دورہ کیا۔ وہ اس کی حالت دیکھ کر مایوس ہوئے انہوں نے ہمیں مشورہ دیا کہ ہم نامدار بھلے دربار صاحبان سے آسان شرائط پر اسپتال کے لیے زمین حاصل کریں جہاں عمارت تعمیر کرانے کے بعد اس نئے اسپتال میں علاج معالجے کی جدید سہولیات فراہم کریں ہم بڑی مسرت کے ساتھ آپ سب کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نامدار بھلے دربار صاحبان نے انجمن کو نئی عمارت کی تعمیر کے لیے پلاٹ بلامعاوضہ فراہم کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم اپنی نااہلی کے باعث ان سے ایک بار بھی صحیح اور پوری زمین نہ مانگ سکے اور ہر بار ہمارے مطالبے پر انہوں نے اسے بحال کیا اس کے ساتھ انہوں نے بلدیاتی سرچارجز وغیرہ میں بھی آسانیاں پیدا کردیں۔ زمین ملنے کے بعد فنڈز جمع کرنے کا مسئلہ تھا۔ بہرحال دیر سے سہی، ہم نے یہ عمارت تعمیر کرائی اور ہماری تاخیر کو معاف کر کے لوگ اس عمارت کے تعمیراتی حسن کو ضرور پسند کریں گے۔

1921ء میں لینگ صاحب کی اہلیہ مادام لینگ کے دست مبارک سے اس اسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا۔ جیسے جیسے فنڈز کا انتظام ہوتا گیا۔ ویسے ویسے اس کی تعمیر ہوتی گئی۔ اسٹاف کے لیے دو کمرے الگ اور دواخانے کے لیے الگ تعمیر کرانے کے بعد 1921ء میں ہی اس کا افتتاح دربار صاحب شیر بلند خانجی کے ہاتھوں کرایا گیا اور اس طرح دو کمروں پر مشتمل یہ اسپتال کام کرنے لگا۔ اس کام پر 17,000 روپے خرچ ہوئے تھے۔ پھر عمارت کے مزید تعمیراتی کام پر 20 ہزار روپے مزید خرچ ہوئے اس کے لیے 8,000 روپے قرض بھی لینے پڑے۔ گویا تعمیراتی کام پر کل 45 ہزار روپے مزید خرچ ہوئے، دس ہزار سے بھی کم رقم بانٹوا سے مل سکی اور 30 ہزار روپے انجمن کے ارکان نے جمع کیے۔ نامدار دربار صاحبان اور ان کے لوگ بھی مسلسل تعاون کرتے رہے جس سے بہت سکون ملا اور کام آسان ہوتا چلا گیا۔ بانٹوا کے عام لوگوں نے اس نیک کام پر کم توجہ دی۔ ہمارے اسپتال کا دورہ کرنے والوں میں صوبائی افسران، ضلع جج، سرجن (ریذیڈنٹل) چیف صاحبان نامدار دربار صاحبان اور ان کے اعلیٰ عہدیدار شامل ہیں۔ ہم ان سب کے ممنون ہیں۔

ایک طرف تو ہم اس کام کی تکمیل پر بہت خوش ہیں مگر دوسری جانب ایک دکھ بھی مسلسل ستا رہا ہے اور میں یہ دکھ اس موقع پر ضرور بیان کروں گا۔ ہماری انجمن کو جماعت بنانے والی ایک شخصیت جو اسپتال کی نئی عمارت کی تعمیر میں بھی برابر شامل رہی، ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئی۔ وہ تھے ہمارے جماعت کے جوائنٹ سیکریٹری اسماعیل عبدالغنی جانگڑا۔ 13 ماہ قبل وہ انتقال کر گئے۔ اگر وہ آج زندہ ہوتے تو اپنی انجمن کی اس کامیابی کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ آج ان کی غیر موجودگی ہمارے دل کو دہلا رہی ہے۔ وہ اپنی کوششوں کا پھل نہ دیکھ سکے۔ اللہ کرے

کہ مرحوم کی خدمات بانٹوا کے لوگوں کے لیے راحت وسکون کا باعث ثابت ہوں۔

مادام ٹیٹ کی جانب سے میجر ٹیٹ کا جواب: آپ لوگوں نے جس اخلاص اور احترام کے ساتھ ہمیں عزت بخشی ہے اس کے لیے مادام صاحبہ اور میں آپ سب کے مشکور ہیں۔ آج کی اس تقریب میں شرکت کے لیے آپ حضرات کی طرف سے دعوت نامہ ملا جس پر میں اور مادام صاحبہ بہت خوش ہیں کیونکہ ہم ایسی خدمات انجام دینے والے افراد اور اداروں سے مل کر خوش ہوتے ہیں جو بغیر کسی لالچ کے دوسروں کے کام آتے ہیں۔ میں نے اس ایجنسی کا چارج سنبھالا تو میرا دل چاہا کہ میں بانٹوا کو دیکھوں، اس کے لوگوں سے ملوں اور آپ کی جماعت کی جانب سے ملنے والے دعوت نامے نے ہمارا کام آسان کردیا کیونکہ اس تقریب میں شرکت کی وجہ سے ہمیں یہاں کے دوسرے لوگوں سے ملنے کا موقع مل گیا اس کے لیے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔

یہ جماعت جن حالات میں وجود میں آئی اور ابتدا میں اسے متعدد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اس کے باوجود آپ لوگوں نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل محنت وجدوجہد کرتے رہے جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ اس کامیابی پر ہم آپ سب کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ مستقبل میں بھی آپ سب کو کامیابی ملے، اس اسپتال کی کارکردگی مسلسل بہتر ہوتی رہے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فیض یاب ہوں۔ ہماری نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے خیال میں دربار صاحبان سے بھی مدد حاصل کرنے میں انجمن خوش قسمت رہی ہے۔ آپ کے ساتھ ساتھ ہم بھی دربار صاحبان کے ممنون ہیں۔

شاید آپ سب لوگ اس بات سے واقف ہوں گے کہ ولایت میں تمام بڑے اسپتال وہاں کے عوام ہی چلاتے ہیں اور چھوٹے گاؤں دیہات میں عوام خود ہی فنڈز جمع کرکے اسپتال قائم کرلیتے ہیں مگر آپ لوگ سوچتے ہوں گے کہ اس رفاہی کام میں وہاں کے مخیر حضرات بھی فنڈز دیتے ہوں گے۔ آپ نے سنا کہ اس لیڈیز اسپتال کے پاس ضروری فنڈز نہیں ہیں مگر یہ اسپتال جتنا بڑا ہوگا اتنے ہی زیادہ لوگوں اور بڑی آبادی کے کام آئے گا۔ اس لیے ہماری مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اس نیک کام میں حصہ لیں اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لیے عطیات دیں۔ ہماری نامدار دربار صاحبان سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی پہلے کی طرح اس اسپتال کی مدد کرتے رہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ جب ہم دوبارہ بانٹوا کا دورہ کریں گے تو انجمن فنڈ کے حوالے سے مضبوط ہوچکی ہوگی اور یہ سب دیکھ کر ہمیں دلی خوشی حاصل ہوسکے گی۔ اس اسپتال کی نئی اور خوبصورت عمارت تعمیر کرنے پر ہم آپ سب کو مادام صاحبہ کی طرف سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں اس موقع پر بلایا۔ اللہ کرے کہ آپ کو اس نیک کام میں قدم قدم پر کامیابی ملے اور زیادہ سے زیادہ مریض (خواتین) اس سے فائدہ اٹھائیں، انہیں آرام وصحت نصیب ہو۔

بعد میں سیکریٹری کی درخواست پر مسز ٹیٹ نے اس عمارت کی تعمیر میں حصہ لینے والے دو مستریوں جناب عبداللہ اور اشرف خاں عمر خان کو سونے کے میڈل پہنائے اور ان کے گلے میں پھولوں کے ہار بھی ڈالے جس کے ساتھ ہی یہ خصوصی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

(یہ مضمون ''میمن سدھارک'' کے 15 اپریل 1929ء کے شمارے میں گجراتی زبان میں شائع ہوا۔
اس کا اردو ترجمہ ہم مذکورہ رسالے کے شکریہ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں)

اے وطن کے سجیلے جوانوں

جمیل الدین عالی

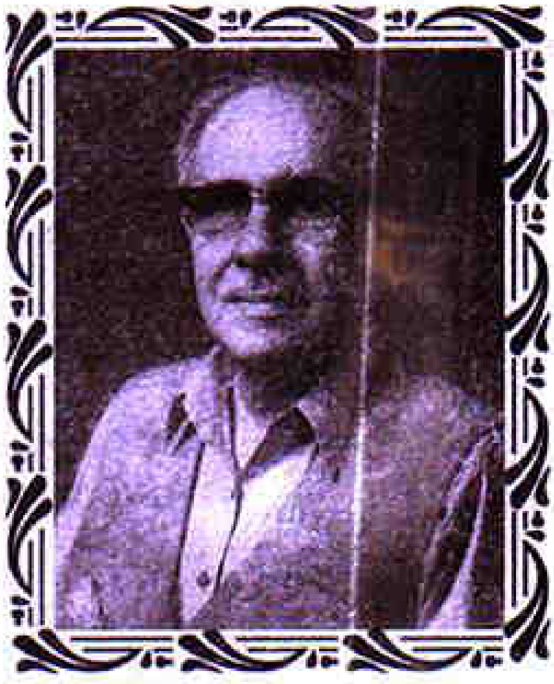

میرے نغمے تمہارے لئے ہیں
اے وطن کے سجیلے جوانوں
سرفروشی ہے ایماں تمہارا
جراتوں کے پرستار ہو تم

جو حفاظت کرے سرحدوں کی
وہ فلک بوس دیوار ہو تم
اے شجاعت کے زندہ نشانوں
میرے نغمے تمہارے لیے ہیں
اے وطن کے سجیلے جوانوں

بیویوں، ماؤں، بہنوں کی نظریں
تم کو دیکھیں تو یوں جگمگائیں
جیسے خاموشیاں کی زباں سے
دے رہی ہوں وہ تم کو دعائیں
قوم کے اے جری پاسبانوں
میرے نغمے تمہارے لیے ہیں
اے وطن کے سجیلے جوانوں

تم پہ جو کچھ لکھا شاعروں نے
اس میں شامل ہیں آواز میری
اڑ کر پہنچوں گے تم جس افق پر
ساتھ جائے گی پرواز میری
چاند تاروں کے اے راز دانوں
میرے نغمے تمہارے لیے ہیں
اے وطن کے سجیلے جوانوں

اپنی شخصیت کو پرکشش بنائیں

تحریر: جناب محمد یاسر عبدالستار موسانی

جس طرح ایک خوش وخرم زندگی گزارنے کے لیے کامیابی لازمی جزو ہے۔ بالکل اسی طرح کامیابی کے حصول کے لیے شخصیت میں نکھار لانا بے حد ضروری ہے۔ اسکول لائف سے ہی ہر انسان کے لیے شخصیت کی تعمیر اور نکھار لانا لازمی اہمیت اختیار کر جاتا ہے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو کامیابی کا عمل سست پڑ جاتا ہے۔ لوگوں کی اکثریت ظاہری حسن پر خاص توجہ مرکوز رکھتی ہے، تاہم شخصیت کو پرکشش اور خوبصورت بنانے کے لیے زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ شخصیت میں نکھار کردار کے دائمی حسن کو بڑھا کر آپ کو کامیاب اور کامران بناتا ہے۔ شخصیت میں نکھار لانے کے حوالے سے آج ہمارے پاس مشہور شخصیات کی کچھ ایسی ٹپس موجود ہیں، جن پر عمل کر کے مثبت تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

مہارتوں سے متعلق مطالعہ کریں: کیا آپ کوئی خاص مہارت حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں؟ اگر ایسا ہے تو اس سے متعلق مطالعہ کریں۔ مطالعہ ایک ایسا ہتھیار ہے جو کسی بھی مقصد اور خواہش کی تکمیل کے لیے لائحہ عمل ترتیب میں مدد کرتا ہے۔ تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا ہو یا اعتماد کی بحالی، آپ جو چاہتے ہیں یا جس چیز کی خواہش رکھتے ہیں، اس کے متعلق علم حاصل کریں۔ جتنا آپ علم حاصل کریں گے، اتنا ہی آپ کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوگا۔

خود آگھی: پرسنل ڈویلپمنٹ کے لیے خود آگہی ایک لازمی جزو ہے۔ خود آگہی کا مطلب ہے اپنی ذات کے متعلق آگاہی حاصل کی جائے، مثال کے طور پر آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ آپ کی خواہشات، ترجیحات، عقائد اور مقاصد کیا ہیں۔ خود آگہی ہماری آنکھوں پر پڑے دبیز پردوں کو ہٹا دیتی ہے۔ اسی کے ذریعے ایک انسان کی تمام ظاہری و باطنی خوبیاں اور خامیاں عمیق مطالعے کے بعد روز روشن کی طرح عیاں کی جاسکتی ہیں۔ ایسے مخلص افراد، جو آپ کے بارے لگی لپٹی یا کینہ پروری کے بجائے غیر جانبدار اور دوٹوک رائے کا اظہار کریں، اس سے پوچھیں کہ ان کی آپ سے متعلق کیا رائے ہے۔ سب سے پہلے آپ وہ سنیں گے، جو سنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن اپنا دفاع کرنے کے بجائے غیر جانبدار رہتے ہوئے

ان غلطیوں کو درست کرنا ہی شخصیت میں نکھار لانے کی جانب دوسرا قدم ہے۔

مشیر تلاش کریں : آپ کا مشیر کوئی گہرا دوست یا ایسا شخص ہو سکتا ہے، جو یہ جانتا ہو کہ آپ کونسے کام نہیں کر سکتے یا کن جگہوں پر آپ کو سیکھنے کی ضرورت ہے۔ مشیر اس شخص کو ہونا چاہیے، جو نہ صرف سمجھدار ہو بلکہ تجربہ کار بھی، تاکہ وہ غیر جانبدارانہ انداز میں آپ کی رہنمائی کر سکے۔ ایسے افراد کی تلاش کریں، جو نہ صرف آپ کی حوصلہ افزائی کریں بلکہ آپ پر غیر جانبدارانہ تنقید بھی کرتے ہوں۔

ڈریسنگ : لباس بھی شخصیت میں نکھار لانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ آپ کی توجہ نہ صرف شخصیت سازی کے پیچیدہ مراحل پر ہونی چاہیے بلکہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر بھی نظر ہونا بے حد ضروری ہے۔ لباس کا معاملہ بھی اسی نوعیت کا ہے۔ کامیاب لوگوں کے لباس پر نظر ڈالیں، آپ کو اپنے مسئلے کا حل مل سکتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ آفس اور تقریبات میں کس طرح کی ڈریسنگ کرتے ہیں، اس پر آپ کی نظر اور توجہ ہونی چاہیے۔

سوچ : آپ کی سوچ آپ کی شخصیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ سوچ اور شخصیت کا ایک خاص اور گہرا تعلق ہے، انسان کو اندازہ بھی نہیں ہوتا اور وہ اپنی سوچ کے مطابق خود کو ڈھالتا چلا جاتا ہے۔ آپ نے غور کیا ہوگا کہ بہت سارے لوگ تعلیم یافتہ اور ذہین ہوتے ہوئے بھی معاشرے کو اپنی ذات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا پاتے کیوں کہ ان کی سوچ میں فیض پہنچانے کا عنصر نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف کچھ لوگ بہت زیادہ تعلیم یافتہ اور ذہین نہ ہونے کے باوجود بھی معاشرے کو اپنی ذات سے فائدہ پہنچاتے ہیں کیوں کہ ان کی سوچ میں فیض پہنچانے کا عنصر شامل ہوتا ہے۔

خود احتسابی : ہر انسان میں کچھ اچھی عادتیں ہوتی ہیں تو کچھ بری۔ اچھی عادتوں پر جہاں آپ خود کو سراہتے ہیں، وہیں بری عادتوں پر تنقید برداشت کرنے کا حوصلہ بھی رکھیں۔ انسان کی یہ عادت جلد تبدیلی اور کامیابی کی ضمانت ٹھہرائی جاتی ہے۔

ناکامی کو قبول کریں : جس طرح آپ اپنی کامیابیوں کو قبول کرتے ہیں، اسی طرح اپنی ناکامیوں کو قبول کریں۔ اپنی غلطیوں سے سیکھیں اور کوشش کریں کہ جو غلطی ایک بار کر چکے ہیں، وہ دوبارہ نہ ہو۔ اس طرح آپ کی شخصیت میں نکھار آتا جائے گا۔

پانی قدرت کا انمول تحفہ

سوچیں پانی نہ ہو تو جینا محال ہو جائے

☆ جانور، پرندے، نباتات کچھ باقی نہ رہے
☆ کھیتیاں سوکھ جائیں کھلیان اجڑ جائیں
☆ درخت پھل دینا اور پودے پھول مہکانا بند کر دیں
☆ پانی زندگی ہے ☆ زندگی کو اہم جانیے
☆ اس عظیم نعمت کی قدر کیجئے ☆ پانی ضائع نہ کیجیے

پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنائیے

قومی نغمہ

پروفیسر کرم حیدری

اصل نام ملک کرم داد تھا۔ عربی و فارسی علم و ادب ان کو ورثہ میں ملا تھا۔ نو عمری میں ہی شعر گوئی کا آغاز کر دیا۔ محکمہ تعلیم پنجاب سے وابستہ رہے اور بحیثیت پروفیسر ریٹائر ہوئے۔ بعد ازاں وزارت حج و اوقاف میں صدر شعبہ اسلامی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ شعری مجموعے حکمت بیدار، دوش فردا اور سایہ گل کے نام سے شائع ہوئے۔ سرزمین پوٹھوہار کی تاریخ و ثقافت اور زبان و ادب کے حوالے سے تحقیقی کام کتابی صورت میں شائع ہوا۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی حیات و خدمات کے بارے میں ایک کتاب ملت کا پاسباں اور آزادی موہوم کو نمایاں مقبولیت حاصل ہوئی۔ پروفیسر کرم حیدری کو ہمیشہ ایک محب وطن تخلیق کار کی حیثیت سے شناخت کیا گیا۔ ان کا لکھا ہوا ایک قومی نغمہ اے وطن پیارے وطن پاک وطن پاک وطن گزشتہ نصف صدی سے اہل وطن کی سماعتوں کے لیے ملی شعور کا پیغام ہے۔ استاد امانت علی خاں کی آواز میں یہ نغمہ معروف و مقبول ہے۔

اے وطن پیارے وطن، پاک وطن پاک وطن

اے وطن پیارے وطن، پاک وطن پاک وطن
تجھ سے ہے میری تمناؤں کی دنیا پرنور
عزم میرا ہے قوی، میرے ارادے ہیں غیور
میری ہستی میں انا ہے مری مستی میں شعور
جاں فزا میرا تخیل ہے تو شیریں ہے سخن
اے وطن پیارے وطن، پاک وطن پاک وطن
اے مرے پیارے وطن

تو دل افروز بہاروں کا تر و تازہ چمن
تو مہکتے ہوئے پھولوں کا سہانا گلشن
تو نوا ریز عنادل کا بہاریں مسکن
رنگ و آہنگ سے معمور ترے کوہ و دمن
اے وطن پیارے وطن، پاک وطن پاک وطن
اے مرے پیارے وطن

میرا دل تیری محبت کا ہے جاں بخش دیار
میرا سینہ تری حرمت کا ہے رنگین حصار
میرے محبوب وطن تجھ پہ اگر جاں ہو نثار
میں یہ سمجھوں گا ٹھکانے لگا سرمایہ تن
اے وطن پیارے وطن، پاک وطن پاک وطن
اے مرے پیارے وطن

عظیم قائد محمد علی جناح کی بھانجے کو نصیحت

مطلوب الحسن سید مرحوم کے قلم سے

قائداعظم کے بھانجے بیرسٹر پیر بھائی بمبئی میں وکالت کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی آئے۔ قائداعظم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کب تک ٹھہرو گے؟ پیر بھائی بولے: میں کراچی میں مستقل سکونت اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ قائداعظم نے کہا: میری قرابت داری کی وجہ سے تمہاری اہلیت اور ہماری ضرورت کے باوجود یہاں تمہیں کوئی عہدہ نہیں دیا جاسکتا۔

پیر بھائی نے کہا: آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ملازمت کا خواہش مند نہیں ہوں۔ الگ تھلگ وکالت کروں گا۔ قائداعظم نے کہا: مجھے معلوم ہے تم اچھے وکیل ہو لیکن میرے احترام کی وجہ سے اہل مقدمہ اور عدالتوں کا تمہارے حق میں رعایت خارج از امکان نہیں۔ لہٰذا میں تمہیں وکالت کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ پیر بھائی ماموں جان کی مشفقانہ نصیحت سن کر بمبئی واپس چلے گئے۔ انھوں نے وکالت میں بڑا نام پیدا کیا۔ اب ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ سپریم کورٹ انڈیا میں مجاہد دکن محمد قاسم رضوی کا مقدمہ آپ ہی نے لڑا تھا۔

اقوال زریں

☆ جن کی محبت دنیا سے ماورا ہے انہیں دنیا جدا نہیں کرسکتی۔

(ولیم پین)

☆ مجھے زندگی سے پیار ہے لیکن میں موت سے نہیں ڈرتا۔

(کیرل بائنڈر)

☆ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا انسان ہو جس کے دل میں محبت نہ ہو۔

(کرسٹوفر موری)

☆ جذبہ "محبت" کی ترجمانی کرنے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف آہ ہے۔ (لقمان)

☆ اپنے پڑوسی سے ویسی ہی محبت کرو جیسی تم اپنے آپ سے کرتے ہو۔ (بیگل)

☆ جو شخص اپنے ساتھی انسانوں سے محبت کرتا ہے، وہ موت کے خوف سے بے نیاز رہتا ہے۔ (اسپنوزا)

☆ دولت سے ہم زیورات خرید سکتے ہیں مگر محبت نہیں خرید سکتے۔

(افلاطون)

☆ میرا ذاتی خیال ہے کہ محبت کی تحریر پر کوئی شخص پہرہ نہیں بٹھا سکتا۔ اگر کوئی قانون داں محبت کی تحریر کو روکنے کی کوشش کریگا تو وہ خود شکست کھا جائے گا، خود مٹ جائیگا۔ (ڈاکٹر سید عبداللہ)

☆ دانا وہ شخص ہے جو دنیا سے محبت کم کر کے اللہ کے ساتھ محبت بڑھاتا ہے۔ (بقراط)

قومی نغمہ

کلیم عثمانی

اصل نام احتشام الٰہی سہارنپور یوپی کے قصبہ دیوبند میں پیدا ہوئے۔ شعر گوئی کا ذوق وراثت میں ملا تھا لہٰذا لڑکپن میں ہی شاعری شروع کردی۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور میں مستقل سکونت اختیار کی اور ادبی حلقوں میں ایک خوش گو شاعر کے طور پر متعارف ہوئے۔

پاک و ہند کے اہم مشاعروں میں شرکت کی اور اخبارات ورسائل میں کلام شائع ہوا۔ ان کی شاعری میں نغمگی اور تازہ کاری کی فراوانی تھی۔ 1955ء میں فلمی نغمہ نگار کے طور پر متعارف ہوئے اور بے شمار فلموں کے لیے نہایت مقبول نغمات لکھے۔ قومی حوالے سے بھی انہوں نے جذبہ و احساس سے بھرپور شاعری کی۔ ایسی شاعری جو اپنی معنوی جہتوں میں فکر انگیز اور ولولہ خیز ہے۔ فلم فرض اور مامتا کے لیے لکھا ہوا ان کا نغمہ اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں بہت مقبول ہوا جبکہ ملی شعور اور دردمندی سے آراستہ ان کا ایک اور نغمہ یہ وطن تمہارا ہے تم ہو پاسباں اس کے خصوصی مقبولیت کا حامل ہے۔ یہ نغمہ گلوکار مہدی حسن کی آواز میں آج بھی نوجوانوں کے خوابیدہ ملی جذبات کی بیداری کا باعث ہے۔

یہ وطن تمہارا ہے، تم ہو پاسباں اس کے

یہ وطن تمہارا ہے، تم ہو پاسباں اس کے
یہ چمن تمہارا ہے، تم ہو نغمہ خواں اس کے
اس چمن کے پھولوں پر، رنگ و آب تم سے ہے
اس زمیں کا ہر ذرہ، آفتاب تم سے ہے
یہ فضا تمہار ہے، بحر و بر تمہارے ہیں
کہکشاں کے یہ جادے، رہ گزر تمہارے ہیں
یہ وطن تمہارا ہے، تم ہو پاسبان اس کے

اس زمیں کی مٹی میں، خون ہے شہیدوں کا
ارض پاک مرکز ہے، قوم کی امیدوں کا
نظم و ضبط کو اپنا، میر کارواں جانو
وقت کے اندھیروں میں، اپنا آپ پہچانو
یہ وطن تمہارا ہے، تم ہو پاسباں اس کے

یہ زمیں مقدس ہے، ماں کے پیار کی صورت
اس چمن میں تم سب ہو، برگ و بار کی صورت
دیکھنا گنوانا مت، دولت یقیں لوگو
یہ وطن امانت ہے، اور تم امیں لوگو
یہ وطن تمہارا ہے، تم ہو پاسباں اس کے

میر کارواں ہم تھے، روح کارواں تم ہو
ہم تو صرف عنواں تھے، اصل داستاں تم ہو
نفرتوں کے دروازے، خود پہ بند ہی رکھنا
اس وطن کے پرچم کو، سربلند ہی رکھنا
یہ وطن تمہارا ہے، تم ہو پاسباں اس کے

خوش حال خاندان کے لئے رشتوں کی اہمیت

خوشحال خاندان کے لئے بہتر رشتوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ یوں تو انسانی زندگی میں مسائل کا ہونا فطری بات ہے لیکن بعض اوقات انسان خود ہی مسائل کو دعوت دیتا ہے۔ زیادہ تر انسان جائیداد کی تقسیم، زمینوں کے جھگڑے اور ساس بہو کی آپس کی رنجشوں میں گھرا رہتا ہے۔ جو ماں اپنے بچے کو اتنے جتن سے پرورش کرتی ہے، بیماری میں راتیں جاگ کر کاٹتی ہے، اس کے ہر دکھ اور تکلیف میں پریشان ہو جاتی ہے، اسی بیٹے کی شادی بڑے ارمانوں سے کر کے ایک چاند سی بہو گھر لے آتی ہے۔ یہاں تک تو زندگی ان ماں بیٹوں کے بیچ بڑی خوشگوار رہتی ہے لیکن اچانک بہو کے آجانے سے گھر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور امور خانہ داری میں پریشانیاں اور لڑائی جھگڑے روز کا معمول بن جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس بات کا فیصلہ کرنا بڑا مشکل ہے۔

خانہ داری کی پیچیدگیوں میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ نفرت اور اختلافات جو ساس بہو کے درمیان ایک مرتبہ شروع ہو جائیں تو ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔ شادی کے چند دن بعد ہی ساس بہو میں اندر ہی اندر، جھگڑے، عیب جوئی، باہمی نفرت، بیزاری اور نکتہ چینی شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ چند روز میں ہی گھر والوں کی ساری مسرت وخوشی آپسی جھگڑوں اور نفرت کی نذر ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا ٹھیک ٹھیک جواب اگر ان ساس بہو سے بھی مانگا جائے تو نہیں مل سکے گا۔

ماں چاہتی ہے کہ بیٹا اس کا طرف دار رہے اور بیوی کی خواہش ہوتی ہے کہ خاوند اس کا مطیع ہو جائے۔ جوں ہی دلہن گھر میں داخل ہوتی ہے، ساس کو اپنے اقتدار کی فکر پڑ جاتی ہے۔ اس سے پہلے وہ خانہ داری کے تمام معاملات پر تنہا حکومت کرتی تھی، لیکن بہو کے آجانے کے بعد اسے یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے اس کی زندگی کے دائرے میں ایک حریف پہنچ گیا ہو، وہ چاہتی ہے کہ جس طرح سالہا سال اس کا اپنا شوہر اس کے مشورے پر چلتا آیا ہے، اس کی اولاد بھی اس کی مرضی کے مطابق ہی چلے، اور ساتھ ہی بہو بھی اس کی فرمانبردار ہو۔ ٹھیک اسی طرح دوسری طرف بہو یہ سوچتی ہے کہ وہ اس گھر میں نوکرانی بن کر نہیں آئی ہے اور نہ ہی وہ کسی کی غلام ہے۔ دونوں کی یہی سوچ دھیرے دھیرے جھگڑے کی شکل اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔

کیا یہ اچھا نہیں کہ فریقین ایک دوسرے کو سمجھیں اور ایک دوسرے کے لیے محبت کا احساس پیدا کریں تو ان جھگڑوں کی نوبت ہی نہ آئے۔ کیا ایک ماں کی محبت اتنی کمزور ہے کہ جس نے اپنے بیٹے کی تکلیف میں راتوں کی نیند قربان کی تھی اور اسی بچے کی محبت میں اس کے لئے ایک شریک حیات کا انتخاب خود ہی کیا اور خود ہی اس کی دشمن بھی بن بیٹھی، اگر مائیں اس چھوٹی سی بات کو اپنی گرہ میں باندھ لیں کہ جس لڑکی کو وہ اپنی بہو بنا کر لائی ہیں، وہ بھی کسی کے جگر کا ٹکڑا ہے اور اسے اپنی بچی کی طرح محبت اور عزت دیں تو بہت ممکن ہے کہ ساس بہو کے بیشتر مسائل پیدا ہی نہ ہوں۔ دوسری طرف ان بیٹیوں پر بھی یہی بات صادق ہے کہ جب ان کی شادی ہوتی ہے اس وقت نہ تو وہ بچی ہوتی ہیں اور نہ ہی نا سمجھ، انہیں چاہئے کہ وہ جس طرح سے اپنے ماں باپ کا احترام کرتی ہیں اور ان کے ساتھ محبت سے پیش آتی ہیں، اسی طرح اپنی ساس کو بھی ماں کا درجہ دیں۔ اگر بیٹیاں اس بات کو مدنظر رکھیں کہ وہ جس گھر میں جا رہی ہیں، اب وہیں انہیں تمام عمر گزارنی ہے تو سب آسان ہو جائے۔ ہر چند کہ ان کے لئے یہ ماحول نیا ہوتا ہے اور لوگ اجنبی ہوتے ہیں۔ بیٹیوں کے لئے بھی سسرال ایک نئے مکان کی طرح ہے اور گھر بنتی یعنی بہو ہی ہے جو جھونپڑی کو محل بناتی ہے۔

عظیم لوگوں کی عمدہ اور اچھی عادات

عربی تحریر: حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ: مولانا زبیر افضل عثمانی

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مجاہدہ کرنے والے لوگوں کی دس عادات ہوتی ہیں جن پر وہ قائم رہتے ہوئے اعلیٰ ترین منازل تک رسائی حاصل کرلیتے ہیں۔

1- پہلی خصلت یہ ہے کہ یہ لوگ کبھی اللہ کی قسم نہیں کھاتے۔ نہ تو سچی اور نہ جھوٹی نہ عمداً نہ سہواً۔ اس لئے کہ جب وہ اپنے نفس ولسان (زبان) کو ترک حلف کا عادی بنالیتے ہیں تو ان سے عمداً یا سہواً کسی قسم کا ارادہ نہیں ہوتا۔ پھر جب وہ اس عادت حسنہ پر عمل پیرا رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اوپر اپنے انوار کے دروازے کشادہ کردیتا ہے۔ حتیٰ کہ جب معرفت الٰہی سے مشرف ہوجاتے ہیں تو دیکھنے والوں پر ان کا رعب پڑنے لگتا ہے۔

2- دوسری خصلت یہ ہے کہ وہ لوگ کذب (جھوٹ) سے اس درجہ اجتناب کرتے ہیں کہ نہ تو عمداً اور نہ بطور مزاح دروغ گوئی (جھوٹ بولنا) کرتے ہیں اور جب اس کے عادی ہوجاتے ہیں تو نہ تو اپنے نفس کا حکم تسلیم کرتے ہیں اور نہ اپنی زبان کو تجاوز کرنے دیتے ہیں۔ اس کے بعد خدائے عزوجل ان کو شرح صدر عطا کرکے ان کے علم کو اس درجہ مصفا (پاک) کردیتا ہے کہ جیسے انہیں کچھ علم ہی نہیں ہے کہ کذب (جھوٹ) کیا

شے ہے؟

3- تیسری خصلت یہ ہے کہ وہ لوگ وعدہ خلافی سے گریزاں رہ کر پختہ وعدہ کرتے ہیں۔ میانہ روی کا طریقہ بھی یہی ہے کہ کسی سے وعدہ نہ کرے کیونکہ وعدہ خلافی بھی ایک طرح کا کذب ہے۔ پھر جب یہ لوگ اس خصلت پر مکمل قائم ہوجاتے ہیں تو ان پر سخاوت وحیا کے دروازے کشادہ کردیئے جاتے ہیں اور ان کو صدیقین کی دوستی اور اللہ کے یہاں کی بلندی حاصل ہوجاتی ہے۔

4- چوتھی خصلت یہ ہے کہ وہ لوگ مخلوق پر لعنت کرنے اور اس کو اذیت پہنچانے سے بہت زیادہ احتراز (بچنا) کرتے ہیں ایسے لوگوں کا انجام بھی بخیر ہوتا ہے اور اللہ کی حفاظت میں بھی رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے وہ مدارج بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بطور ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور اللہ انہیں بندوں کی نوازش اور اپنا قرب بھی عطا فرمادیتا ہے۔

5- پانچویں خصلت یہ ہے کہ یہ لوگ مخلوق کے ظلم وجور کے باوجود بھی ان کے حق میں بددعا کرنے سے گریز کرتے ہیں اور نہ تو زبانی انقطاع کرتے ہیں اور نہ ان سے بدلہ لیتے ہیں اور ان کی یہی خصلت انہیں بلند مدارج تک پہنچادیتی ہے۔ قریب ودور کی مخلوق میں ان کی محبت اور احترام پیدا ہوجاتا ہے۔ پھر ان کی دعا میں قبولیت، اخلاق میں وسعت اور مسلمانوں کے قلوب میں عظمت پیدا ہوجاتی ہے۔

6- چھٹی خصلت یہ ہے کہ وہ لوگ کسی بھی اہل قبلہ پر شرک اور کفر ونفاق کا حکم نہیں لگاتے۔ اسی وجہ سے انہیں قرب رحمت اور بلند مدارج حاصل ہوتے ہیں کیونکہ یہی خصلت اتباع سنت کی تکمیل ہے لہٰذا یہ دروازہ اللہ تک رسائی کے لئے بہت ہی باعظمت ہے اور بندے کو تمام مخلوقات کے لئے وارث بنادیتا ہے۔

7- ساتویں خصلت یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے اعضاء کو گناہوں سے ملوث نہیں ہونے دیتے کیونکہ اس کا اجر قلب واعضا کے اعتبار سے تمام دنیا کے اعمال کے اجر سے فزوں تر ہے اور بہت ہی جلد دنیا میں بھی مل جاتا ہے اور آخرت میں بھی اللہ کے یہاں ذخیرہ کردہ حاصل ہوجاتا ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ان تمام خصائل کا حامل بنا کر احسان فرمادے اور ہمارے قلوب کو تمام خواہشات سے منزہ کردے۔

8- آٹھویں خصلت یہ ہے کہ ایسے لوگ مخلوقات پر بار ڈالنے سے احتراز کرتے ہیں خواہ وہ بار کم ہو یا زیادہ۔ بلکہ یہ لوگ مخلوق کا بار خود اپنے ہی اوپر لے لیتے ہیں۔ اس لیے کہ اسی میں عابدین کی عزت اور متقین کی عظمت مضمر ہے اور یہی خصلت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صفت کو قوی تر بنادیتی ہے اور جس وقت یہ لوگ اس خصلت پر مکمل عمل پیرا ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں امارت، تمکن اور توکل سے سرفراز کردیتا ہے۔

9- نویں خصلت یہ ہے کہ ایسے لوگ تمام انسانوں سے حرص وطمع کو منقطع کرلیتے ہیں جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہوتا ہے اس پر کسی قسم کا لالچ نہیں کرتے کیونکہ یہی عظیم اور خالص بے نیازی ہے اور یہی بڑی بادشاہی، عمدہ فخر اور یقین وشفا بخشنے والا توکل ہے اور یہی اعتماد علی اللہ اور توکل وزہد کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ یہی حصول تقویٰ اور تکمیل عبادت ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی جانب یکسوئی حاصل کرنے والوں کی ایک علامت ہے۔

10- دسویں خصلت تواضع اختیار کرنا ہے کیونکہ اسی سے اہل عبادت کے محل میں استحکام حاصل ہوتا ہے اور ان کی منزلوں میں رفعت اور عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نیز مخلوقات کے نزدیک ان کے مراتب بلند ہوجاتے ہیں اور ہر وہ شے جس کو دنیا وآخرت میں وہ طلب کرتے ہیں انہیں حاصل ہوجاتی ہے۔ غم وخوشی کی حالتوں میں سرور رہتے ہیں اور یہی کمال تقویٰ ہے۔ (بشکریہ: ماہنامہ سوداگر۔ اپریل 2007ء)

تاریخ کے جھروکوں سے

ماضی کے لباس (پہناوے) اور کھانے

گجراتی تحریر : عبدالرزاق تھاپلا والا (مرحوم)، میمن ریسرچ اسکالر

بانٹوا کی خواتین اور مرد دونوں ہی ایسا سادہ لباس پہنا کرتے تھے جو کاٹھیاواڑ کے مختلف حصوں میں میمن برادری کے دیگر افراد سے مختلف نہیں ہوتا تھا۔ ہر گھر میں دن میں تین مرتبہ کھانا کھایا جاتا تھا اور گھر کے سبھی افراد فرش پر بیٹھ کر اس طرح کھاتے تھے کہ ان کے سامنے ایک بڑا سا تھال ہوتا تھا جس کے چاروں طرف وہ بیٹھے ہوتے تھے۔ صبح کا ناشتہ درج ذیل اشیاء پر مشتمل ہوتا تھا: روٹی، قیمہ اور اکثر و بیشتر گھی اور گڑ۔ دوپہر کا کھانا (لنچ) عام طور سے چاول اور سالن پر مشتمل ہوتا تھا جبکہ رات کے کھانے میں کھچڑی شامل ہوتی تھی جو چاول اور مونگ کی دال سے تیار کی جاتی تھی۔ یہ کھچڑی سالن کے ساتھ کھائی جاتی تھی۔ اس کے ساتھ چھاچھ یا دودھ بھی پیا جاتا تھا۔ کھانوں کے لیے کسی بھی قسم کی کھانے کی میزیں (ڈائننگ ٹیبل) بالکل استعمال نہیں کی جاتی تھیں۔ فرش پر چاندنی یا چادر بچھا کر بیٹھ کر مل کر کھانے کا رواج تھا اور سب ایک تھال میں

شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کے مواقع پر دوپہر اور رات کی دعوت میں پہلے مٹھائیاں مہمانوں کے سامنے پیش کی جاتی تھیں۔ یہ مٹھائیاں درج ذیل پکوانوں پر مشتمل ہوتی تھیں: مٹھائیاں، پکوڑے، لڈو اور گاٹھیا یا ساتا یا جلیبی جس کے ساتھ اکنی یا بریانی بھی مہمانوں کی خدمت میں پیش کی جاتی تھی۔ شادی بیاہ کی دوپہر کی یا رات کی بڑی دعوتیں عام طور سے بانٹوا میمن جماعت خانے میں ہوتی تھیں اور اس دور کے رواج کے مطابق فرش پر دریاں یا جنائیاں بچھا کر آنے والے مہمانوں کو فرش پر بیٹھا کر ایک ہی تھال میں ایک ساتھ کھلایا جاتا تھا۔ اس تھال کو طباق بھی کہا جاتا تھا۔

ن عام طور سے ایک لمبا سا لباس (فراک) یا لباس استعمال کرتی تھیں جسے میمنی زبان میں "بندی" کہا جاتا تھا اس کے ساتھ پاجامہ ہوا کرتا تھا جسے "ای جار" کہا جاتا تھا۔ دونوں بندی اور "ای جار" کو کڑھائی اور زری کے مختلف بیل بوٹوں سے سجایا اور سنوارا جاتا تھا۔ یہ دھاگے سونے سے بنے ہوتے تھے۔

بانٹوا میں دلہنوں کے لئے ریاست کچھ کے شہر بھج اور مانڈوی بندر سے چندری کی اوڑھنی منگوائی جاتی تھیں۔ کاٹھیاواڑ اور جام نگر کی چندری (چنری) کی چادریں (چاندروکھنی) باندھنی سے بندھی ہوئی لازمی شے ہوتی تھی جو دلہنوں کو نکاح کے موقع پر اڑھائی جاتی تھی۔ چندری کے فن میں رنگ ریز کھتری برادری اپنی امتیازی حیثیت رکھتی تھی اور برصغیر میں سندھ، ریاست کچھ اور صوبہ گجرات کا شہر احمد آباد صدیوں سے کھتریوں کی اس گھریلو صنعت کا مرکز رہے ہیں۔

ہماری خواتین سخت پردہ کیا کرتی تھیں۔ عام طور سے وہ گھر سے باہر جانے سے گریز ہی کرتی تھیں تاہم اگر ان کے لیے باہر جانا ضروری

ہوتا تو وہ باہر نکلنے سے پہلے ٹوپی والا "برقعہ" پہنتی تھیں۔ اس برقعے پر بھی زری اور گوٹے وغیرہ کا خوبصورت کام ہوتا تھا اور یہ برقعے خاصے قیمتی ہوا کرتے تھے۔ "بانٹوا میمن سیوا کمیٹی" جو "بانٹوا میمن خدمت کمیٹی" کی پیش رو ہے، اس نے ایسے قیمتی اور سجے سجائے برقعوں کے استعمال کے خلاف مہم چلائی تھی۔ اس مہم کا حوصلہ افزا نتیجہ نکلا اور زیادہ تر خواتین نے سادہ اور سیاہ برقعہ پہننا شروع کر دیا۔ اس برقعے کو ٹوپی برقعہ کہہ کر پکارا گیا اور آج بھی اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس ٹوپی برقعے میں چہرے کے آگے کوئی خالی جگہ نہیں ہوتی تھی سوائے ایک جالی کے اور یہ جالی بھی سیاہ دھاگے سے بنائی جاتی تھی۔ اس جالی کی وجہ سے پہننے والی خاتون آسانی سے دیکھ بھی سکتی ہے سونگھ بھی سکتی ہے اور بول بھی سکتی ہے۔

گھروں کے اندر خواتین عام طور سے اپنے سروں کو اسکارف سے ڈھکے رہتی تھیں۔ ان اسکارفوں پر بھی زری اور گوٹے کا کام ہوتا تھا۔ یہ اسکارف صرف سر اور سر کے بالوں کو ڈھکتا تھا باقی پورا سر معہ کانوں کے کھلا رہتا تھا۔ اسے اس اسکارف سے نہیں ڈھکا جاتا تھا۔ اسکارف کو (مسر MISER) کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

خواتین عام طور سے نارمل قمیص پہنتی تھیں جو ان قمیصوں کے مقابلے میں ذرا سی لمبی ہوتی تھیں جو آج کل پہنی جا رہی ہیں۔ اس قمیص کے نیچے وہ عام طور سے ایک پاجامہ پہنتی تھیں۔ اس پاجامے کو "ای جار" کہتے تھے۔ یہ میمنی بولی میں پاجامے کو کہتے ہیں۔ ہر شخص ٹوپی ضرور پہنا کرتا تھا۔ ایک زمانے میں ترکی کی فیلٹ ٹوپیاں بے حد مقبول تھیں مگر بعد میں مصطفیٰ کمال پاشا کے زوال کے بعد ترکی کے لوگوں نے اونچی اور بلند ٹوپیاں پہننی شروع کر دیں جو قراقلی کپڑے سے بنی ہوتی تھیں۔ یہ ٹوپیاں ہماری "جناح کیپ" یا "لیاقت کیپ" سے ملتی جلتی ہوتی تھیں۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق جونیئر (چھوٹے یا نوجوان) اپنے سینئرز (بڑوں اور بزرگوں) کے سامنے ٹوپی پہنے بغیر نہیں بیٹھ سکتے تھے۔

قابل احترام بزرگ اور بڑے لوگوں کا بڑا احترام کیا جاتا ہے۔ ایسے بزرگ سفید کرتا اور پاجامہ پہنتے تھے اور ساتھ ہی سفید شال جیسا اسکارف (رومال) بھی ان کے لباس میں شامل ہوتا تھا۔

مطبوعہ: روزنامہ وطن گجراتی۔ مورخہ 16 اپریل 2003ء

گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

کرونا وباء سے بچیئے۔ احتیاط کیجئے۔

صحت مند رہیے

☆ کرونا وائرس دوبارہ عالمی وباء کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ہر ایک کو احتیاط کرنا لازمی ہے۔

☆ جلد علامات ظاہرہ نہ کرنے والا خاموش قاتل جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہوا ہے۔ جس نے ہر شعبہ زندگی کو مفلوج کر دیا ہے۔

☆ مرنے والوں میں 80 فیصد ضعیف العمر، متاثرہ شخص کی چھینک چھ فٹ کے اندر ہر چیز کو متاثر کر سکتی ہے۔

فرسٹ ایڈ باکس... ہر گھر کے لئے ضروری

بچے شرارتیں کرتے ہیں اور بعض اوقات اتنے جوش وجذبے سے کرتے ہیں کہ چوٹ لگا بیٹھتے ہیں۔ چوٹ لگنے سے خون نکلنے لگے تو ماں باپ کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں۔ ایسے میں سمجھ نہیں آتی کہ کیا کیا جائے۔ صرف بچے ہی نہیں، بڑے بھی کسی حادثے کا شکار ہو سکتے ہیں۔ ایسے میں سواری دستیاب نہ ہو یا اسپتال دور ہو تو ابتدائی طبی امداد کے ذریعے مریض کو وقتی آرام اور چوٹ کو مزید پیچیدگی سے بچایا جا سکتا ہے۔ ابتدائی طبی امداد کسی چوٹ یا حادثے کی صورت میں تکلیف یا نقصان کو کم کرنے میں مدد کرتی ہے۔ اسپتال پہنچنے تک کسی قسم کی پیچیدگی یا نازک صورت حال سے بچنے کے لیے بعض وقات ابتدائی طبی امداد متاثرہ شخص کی جان بچانے میں بھی کارگر ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی بھی ایسی صورت حال میں حواس کو بحال رکھ کر ہنگامی اقدامات کرنا ہوتے ہیں اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ایسے وقت میں آپ کے پاس فرسٹ ایڈ باکس ہو۔

خدانخواستہ ہنگامی صورت حال میں آپ یا آپ کے گھر میں کسی کو یا پھر دفتر اور اسکول میں حادثے کے باعث زخم لگ سکتا ہے، جسم کا کوئی حصہ جل سکتا ہے، یا دوسری چوٹیں لگ سکتی ہے۔ ایسے میں آپ کے پاس بنیادی سامان ہو تو اپنے عزیزوں کو چوٹ لگنے کی صورت میں آپ ان کی مدد کرنے کے لئے بہتر طور پر تیار ہوتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ زیادہ تر چوٹوں کی وجہ سے جان کو خطرہ نہیں ہوتا اور فوری طبی امداد سے متاثرہ افراد کو آرام مل جاتا ہے۔ معمولی زخموں کے علاج کی معلومات سے ہنگامی صورت حال میں بہت فرق پڑ سکتا ہے۔ ابتدائی طبی امداد کی کلاس لینے کے متعلق سوچیں، اس کے علاوہ مندرجہ ذیل طریقوں سے بھی خون کے بہنے اور جراثیم زدگی کے پھیلنے کی روک تھام اور آلودگی سے پاک کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

آپ کے پاس کیا ہونا چاہئے : ☆ دو جوڑی لیٹکس یا دوسرے آلودگی سے پاک دستانے (اگر آپ کو لیٹکس سے الرجی ہو)

☆ بہتے ہوئے خون کو روکنے کے لئے آلودگی سے پاک پٹیاں۔

☆ زخم کو آلودگی سے پاک کرنے کے لئے محلول/صابن اور چھوٹے اینٹی بائیوٹک تولیے یا وائپس

☆ جراثیم زدگی کی روک تھام کے لئے اینٹی بائیوٹک مرہم ☆ جلنے کا مرہم جراثیم زدگی کی روک تھام کے لئے

☆مختلف سائزوں میں پٹیاں ☆آنکھیں دھونے کے لئے یا عام آلودگی دور کرنے کے لئے آنکھ دھونے کا محلول

☆تھرمامیٹر ☆نسخے کی ادویات جو آپ روزانہ لیتے ہیں، جیسے کہ انسولین، دل کے امراض کی دوا اور دمہ کا انہیلر

نوٹ: آپ کو تاریخ تنسیخ یعنی ایکسپائری ڈیٹ کے حساب ادویات کو بدلنا چاہیے۔

☆نسخے کے ذریعے دستیاب طبی سامان جیسے کہ شوگر اور بلڈ پریشر کی نگرانی کے آلات اور سامان

آپ کی کٹ میں مندرجہ ذیل اشیاء کی شمولیت بھی فائدہ مند ہو سکتی ہے:

☆سیل فون اور چارجر ☆قینچی ☆موچنا ☆پیٹرولیم جیلی یا دوسری چکنائی کی ٹیوب

نسخے کے بغیر دستیاب ادویات: ☆اسپرین یا اسپرین کے بغیر درد کم کرنے کی دوا

☆پیچش روکنے کی دوا ☆پیٹ کی تیزابیت کی دوا ☆قبض کشا

اس بات کو لازمی بنایئے کہ گھر، دفتر، اسکول، میمن جماعتیں اور سماجی اداروں یا دیگر اہم جگہوں پر فرسٹ ایڈ باکس موجود ہو، تا کہ کسی بھی حادثے کی صورت میں پریشانی سے بچا جا سکے اور متاثرہ شخص کو فوری طبی امداد مل سکے۔ اگر آپ کو فرسٹ ایڈ کا تجربہ نہ ہو تو فرسٹ ایڈ کی ویب سائٹ پر جا کر یا یوٹیوب پر دستیاب ٹیوٹوریلز دیکھ کر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ایسے کرنے سے آپ کو مختلف بیماریوں یا حادثات میں ابتدائی طبی امداد فراہم کرنے سے متعلق معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ ٹھنڈ لگ گئی ہو، کھانسی ہو، ہڈی ٹوٹ جائے یا شہد کی مکھی کاٹ لے، غرض یہ کہ انٹرنیٹ پر بے شمار بیماریوں اور حادثات کی ابتدائی طبی امداد سے لے کر گھریلو ٹوٹکے تک موجود ہیں اور ساتھ معلومات بھی درج ہوتی ہیں۔ گھروں میں عموماً پیش آنے والے چھوٹے موٹے حادثات کو بھی تفصیلاً اور ویڈیوز کے ذریعے سمجھایا گیا ہوتا ہے، مثلاً نکسیر پھوٹ جائے، انگلی کٹ جائے، پیر میں موچ آ جائے، کانٹا چبھ جائے، قے دست ہو جائیں یا بچوں کے سر میں چوٹ لگ جائے وغیرہ۔ انٹرنیٹ پر بہت ساری مفید ویب سائٹس ہیں، جن کو آپ گوگل پر FIRST-AID لکھ کر سرچ کر سکتے ہیں اور نہ صرف اپنے گھر والوں کے لیے بلکہ دوسروں کے بھی کام آ سکتے ہیں۔

بولنے سے پہلے سوچیں کہ آپ کیا بولنے جا رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں یہ آپ کی شرمندگی کا باعث ہو اور آپ کو افسوس کرنا پڑے۔

بسم اللہ منزل (موسیٰ لین) کے شہیدوں کی یاد

پیر 13 ستمبر 1976ء کو بلڈنگ زمین بوس ہوئی

45 سال قبل کا دردناک واقعہ

نہ بھلائی جانے والی یادیں

دل خراش موقع پر عبدالستار ایدھی کی خدمات قابل تحسین تھیں

بھولی بسری یادیں۔ ماضی کا ایک کرب انگیز ورق

وہ دل دوز لمحات کبھی فراموش نہیں کیے جاسکتے

جب بسم اللہ منزل میں رہائش پذیر بانٹوا میمن برادری کی اکثریت شہید ہوئی

چشم کشا احوال کھتری عصمت علی پٹیل سینئر قلمکار کے قلم سے

یہ دردناک واقعہ کم و بیش 42 سال پہلے پیش آیا تھا۔ ہم موسیٰ لین میں طویل عرصے سے رہائش پذیر ہیں۔ ہمارا فلیٹ کونے والی بلڈنگ ''ساریجا منزل'' میں واقع تھا۔ اس کے برابر میں میراں پیر گلی نمبر 2 تھی۔ اس گلی میں کراچی کے سابق میئر جناب عبدالستار افغانی (مرحوم) کی رہائش گاہ بھی تھی۔ ان کے گھر کے سامنے چھ منزلہ عمارت واقع تھی جس کو بسم اللہ منزل کہا جاتا تھا۔ اس عمارت میں زیادہ تر میمن رہائش پذیر تھے اور ...ی خوشی رہتے تھے۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ پیر 13 ستمبر 1976ء (...ا رمضان المبارک ''یوم بدر'' کا دن تھا) کو یہ بسم اللہ منزل اچانک زمین بوس ہوگئی۔ وہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور سحری کا وقت تھا۔ ہم سب گھر والے سحری سے فارغ ہونے کے بعد فجر کی نماز کی ادائیگی کی تیاری کر رہے تھے کہ ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے گیس کی لائن پھٹ گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی پورے علاقے کی بجلی بند ہوگئی جس سے پورا علاقہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ ہر طرف گرد و غبار چھا گیا جس میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا البتہ بسم اللہ منزل اور اطراف کی عمارتوں سے لوگوں کی چیخ و پکار سنائی دے رہی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا ہوا ہے اسی لیے لوگ جائے حادثہ کی طرف جاتے ہوئے بھی ڈر رہے تھے مگر عورتوں اور بچوں کے رونے پیٹنے کی آہ و پکار کا سلسلہ تیز ہو چکا تھا۔

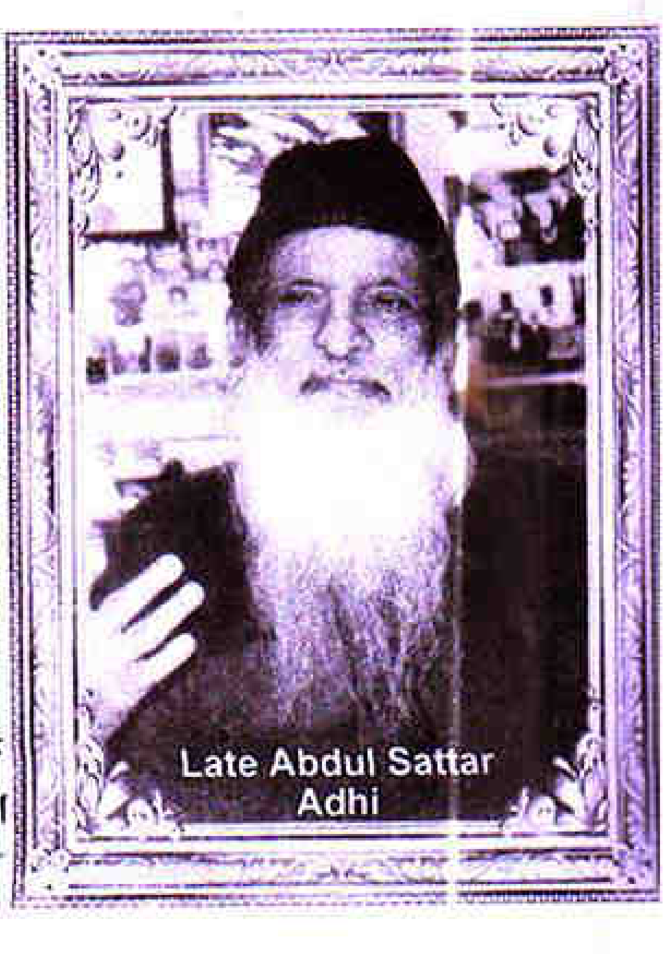

Late Abdul Sattar Adhi

امدادی سرگرمیاں: لمحوں میں ہی بجلی اور گیس کے محکموں کی گاڑیاں تیز تیز ہارن دیتی ہوئی وہاں پہنچ گئیں۔ اب علاقے کے

نوجوان حرکت میں آگئے اور انہوں نے امدادی سرگرمیوں کے لیے بھاگ دوڑ شروع کردی۔ کچھ ہی دیر میں معروف میمن سماجی خدمت گزار مولانا عبدالستار ایدھی کی ریسکیو ٹیم بھی وہاں پہنچ گئی جس نے وقت ضائع کیے بغیر ریسکیو کا کام شروع کردیا۔ ان کی خدمات کو ملکی سطح پر بہت سراہا گیا۔ حکومت پاکستان نے بھی ان کی خدمات کا اعتراف کیا۔ اس کے بعد مولانا عبدالستار ایدھی کو بین الاقوامی سطح پر بڑی عزت اور پذیرائی ملی۔

بسم اللہ منزل کا تمام ملبہ میر محمد ایوب اسکول (بالمقابل بغدادی تھانہ) میں رکھا گیا تھا اور سونا دیگر قیمتی اشیاء مولانا عبدالستار ایدھی کے پاس رکھوایا گیا۔ کمیٹی کی تحقیق کے بعد لواحقین کو امانتیں سپرد کی گئیں۔ ملبے کا سامان علاوہ مرزا عبدالکریم بیگ SDM سٹی اور کمیٹی کے معززاراکین کی موجودگی میں باقی بچ جانے والے لواحقین جو اپنے سامان کو پہچانتے تھے ان کے سپرد کیا گیا۔ علاقے میں رہنے والی دیگر برادریوں نے جن میں براوری، میانوالی برادری، کچھی برادری، کھتری برادری، ہنگورا برادری اور چنی برادری وغیرہ امدادی کاموں میں پیش پیش رہے۔

بھٹو صاحب کی آمد : اس وقت پاکستان کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ وہ بھی اس حادثے میں شہید ہونے والوں کی مغفرت اور زخمی ہونے والوں کی عیادت کے لیے یہاں پہنچے تھے۔ اس موقع پر ان کے ساتھ پولیس اہل کاروں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ انہوں نے پٹھان مسجد (مسجد انصار المسلمین) کے سامنے وسیع میدان میں لوگوں سے خطاب کیا تھا۔ عبدالستار ایدھی سے بغل گیر ہوکر پیشانی چومی اور دکھ کی اس گھڑی میں ان کی ہر طرح کی مدد (سپورٹ) کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے متاثرین سے مخاطب ہوکر کہا تھا کہ آپ فکر نہ کریں۔ دکھ کی اس گھڑی میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ایدھی صاحب نے اس مشکل وقت میں آپ کی جس طرح مدد (داد رسی) کی ہے اس پر حکومت پاکستان اور پاکستان کے عوام ان کے مشکور ہیں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

وزیراعظم پاکستان محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اپنی تقریر میں مزید کہا کہ ''.....میں دکھ کی اس گھڑی میں بلڈنگ کے متاثرین سے دلی ہمدردی کرتا ہوں۔ آپ کے درمیان موجود فرشتہ صفت ایدھی صاحب کی شخصیت انمول اور نہ بھلائی جانے والی خدمات کو سلام پیش کرتا ہوں۔ یہ پاکستانی قوم کا انمول سرمایہ بلکہ اثاثہ ہیں۔ ایدھی صاحب کی سماجی فلاح و بہبود کے شعبے میں دی گئی خدمات سے حکومت پاکستان بہ خوبی آگاہ ہے۔''

اس موقع پر جناب عبدالستار نے درخواست کی کہ تمام متاثرین کے لئے نئی عمارت تعمیر کراکے انہیں ان میں آباد کیا جائے۔ جس پر وزیراعظم بھٹو نے یہ اعلان کیا کہ تمام متاثرین فیملیوں کو انہیں جیکب لائن کے پرفضا مقام پر ایک نئی عمارت تعمیر کراکے اس میں آباد کیا جائے گا اور ہر طرح کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ اس اعلان پر بعد میں عمل بھی کیا گیا۔

سادہ عید : اس سانحے کے حوالے سے سب سے اہم اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس واقعے میں شہید، متاثر یا زخمی ہونے والوں یا مالی نقصان کا سامنا کرنے والوں کے دکھ اور درد کو پوری ہی میمن قوم نے محسوس کیا تھا۔ اس میں اپنے یا پرائے کی کوئی تفریق نہیں تھی، اس لیے پوری میمن قوم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم سب اس سال عید نہایت سادگی سے منائیں گے۔ چنانچہ عید کے موقع پر ہونے والے تمام عید ملن اور دیگر تقریبات بھی منسوخ کردی گئی تھیں جو اس بات کا ثبوت تھا کہ میمن قوم کتنی ہمدرد اور دل گداز قوم ہے کہ اس نے دوسروں کے دکھ، دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھا، اس کو محسوس کیا اور پھر اس کی وجہ سے اپنی خوشی کی تمام تقریبات ختم کردیں، یہاں تک کہ اس مذہبی فریضے عید کو سادگی سے منا کر متاثرین بسم اللہ منزل والوں کو یہ بتادیا کہ ہم تمہارے دکھ میں تمہارے ساتھ ہیں اور تمہارے بغیر عید کی کوئی خوشی نہیں منائیں گے۔ اس سے متاثرین وقتی طور پر

اپنے دکھ کو بھول گئے کیونکہ ان کے دکھ کو بانٹنے والے جو سامنے آگئے تھے اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ واقعی ان کے بھائی ہیں۔

سانحے کی تفصیل : اس سانحے کی تفصیل خاصی اندوہ ناک ہے۔ اس میں 125 افراد شہید ہوئے تھے اور 47 زخمی ہوئے تھے جن میں بڑی تعداد خواتین اور بچوں کی تھی۔ بسم اللہ منزل میں بانٹوا میمن برادری کے 17 خاندان (فیملیاں) آباد تھے، کتیانہ میمن برادری کی چار فیملیاں رہائش پذیر تھیں جبکہ چار ایسے خاندان بھی تھے جس کا میمن برادری سے کوئی تعلق نہیں تھا مگر یہ سب میمن اور غیر میمن خاندان اس عمارت میں مل جل کر پیار و محبت سے رہتے تھے۔ چونکہ اس میں اکثریت میمنوں کی تھی اس لیے شہید اور زخمی ہونے والوں میں بھی زیادہ تعداد انہی کی تھی۔

دس رکنی کمیٹی : المناک سانحہ کے بعد بسم اللہ منزل کے ملبے سے ملنے والے سامان کے دعوؤں کی جانچ پڑتال و تفتیش کے لیے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی خواہش پر صوبائی وزیر بلدیات جناب جام صادق علی نے دس رکنی کمیٹی تشکیل دی تھی جس میں حکومت سندھ کی جانب سے چار اعلیٰ سرکاری افسران کے علاوہ میمن برادری کی سماجی اور قومی شخصیات جناب عبدالستار ایدھی، قائد حزب اختلاف سندھ جناب شاہ فرید الحق، ممبر صوبائی اسمبلی سندھ جناب احمد علی سومرو، ڈپٹی کمشنر ساؤتھ جناب عبدالعزیز چشتی، مجسٹریٹ سٹی ڈویژنل (ایس ڈی ایم) جناب مرزا عبدالکریم بیگ، جناب پیر محمد کالیا، جناب عمر فاضل فاروق، جناب حاجی حنیف طیب، جناب محمد حسین محنتی، جناب عبدالعزیز اے غنی شیوانی، جناب عبدالرزاق نقشبندی، جناب عثمان ہنگورو اور جناب عبدالرزاق سانگانی کے نام شامل تھے۔

جب پوری قوم ھل گئی : یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا اور 1976ء کے اس سال میں جبکہ لوگ امن و امان کے ساتھ رہتے تھے اور دہشت گردی ان کو چھو کر بھی نہیں گزری تھی یہ بہت بڑا واقعہ تھا۔ جس نے پورے شہر کو ہلا کر رکھ دیا تھا بلکہ سچ پوچھیے تو پورا شہر ہی سوگ میں ڈوب گیا تھا۔ پوری پاکستانی قوم نے اس موقع پر دلی دکھ اور افسوس کا اظہار کیا تھا اور ہر پاکستانی متاثرہ افراد کے ساتھ تھا اور سبھی نے کوشش کی تھی کہ یہ عید سادگی کے ساتھ منائی جائے۔ شہر کی اکثریت کے اس پیار بھرے برتاؤ اور ہمدردانہ سلوک سے متاثرہ خاندان وقتی طور پر اپنے دکھ بھول گئے تھے مگر مرنے والوں کو کون بھول سکتا ہے۔ اسی لیے ان کی یادیں آج بھی دلوں میں زندہ ہیں اور ان کے بچھڑنے کا دکھ آج بھی تازہ ہے۔

تدفین اور ایصال ثواب : پہلے دن ملبے سے جو لاشیں نکالی گئیں، ان کی نماز جنازہ ککری گراؤنڈ میں نماز تراویح کے بعد ادا کی گئی جس میں تقریباً 10 ہزار افراد نے شرکت کی تھی۔ دوسرے دن بانٹوا میمن جماعت، کتیانہ میمن ایسوسی ایشن، آل پاکستان میمن فیڈریشن، بانٹوا میمن والنٹیئر کور اور کتیانہ میمن والنٹیئر کور نے نیو میمن مسجد (بولٹن مارکیٹ) میں قرآن خوانی کرائی گئی جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔

مختلف جماعتوں اور اداروں کا سوگ۔ کاروبار بند رکھا : اس موقع پر متعدد میمن اور گجراتی برادری کی جماعتوں اور اداروں نے سوگ کا اعلان کرتے ہوئے کاروبار بند رکھنے کی اپیل کی تھی جن میں درج ذیل نمایاں تھے: بانٹوا میمن جماعت، بانٹوا والنٹیئر کور، بانٹوا میمن خدمت کمیٹی، آل پاکستان میمن فیڈریشن، کتیانہ میمن ایسوسی ایشن، بانٹوا میمن راحت کمیٹی، بانٹوا ٹاؤن میمن ویلفیئر کمیٹی، بانٹوا میمن ایجوکیشنل سوسائٹی، بانٹوا انجمن حمایت اسلام، بانٹوا میمن اسٹوڈنٹس یونین، کراچی میمن اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن، پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی، بانٹوا میمن سوشل گروپ، بانٹوا میمن ویلفیئر سوسائٹی، کتیانہ میمن والنٹیئر کور، کتیانہ میمن محلہ کمیٹی (فیڈرل بی ایریا)، ہالاری میمن جنرل جماعت، بانٹوا میمن ہاؤسنگ سوسائٹی، بانٹوا میمن ملٹی پرپز کوآپریٹو سوسائٹی اور بانٹوا اصلاحی انجمن، اوپلیٹا میمن ایسوسی ایشن، مسلم کھتری ایسوسی ایشن، ہالائی مسلم کھتری جماعت، مسلم کچھی کھتری جماعت، پٹنی جماعت، مسلم کچھی ہنگورہ جماعت وغیرہ شامل تھیں۔ ان سب اداروں کی اپیل کے

بعد 15 ستمبر 1976ء کو کراچی اسٹاک ایکسچینج، کراچی کاٹن ایکسچینج، کپڑا مارکیٹ، جوڑیا بازار، صرافہ بازار، کاغذی بازار وغیرہ بند رہے اور سب نے متاثرہ خاندانوں کے ساتھ افسوس کا اظہار کیا۔

عبدالستار ایدھی کا کردار : اس افسوس ناک سانحے کے موقع پر مولانا عبدالستار ایدھی نے بڑی سرگرمی اور ہمدردی سے کام کیا۔ انہوں نے اپنے ورکرز کی ٹیم کی مدد سے کرائے کی کرین حاصل کر کے ملبہ ہٹوایا اور لاشیں نکلوائیں اور زخمیوں کو ایمبولینسوں کے ذریعے فوری طور پر اسپتال پہنچوایا جہاں ان کی دیکھ بھال کی گئی۔ ایدھی ایمبولینسیں اس موقع پر دن رات کام کرتی رہیں۔ مولانا نے تین دن اور تین راتوں تک ذرا بھی نہ آرام کیا اور نہ سوئے بلکہ جائے حادثہ پر موجود رہے اور اپنی نگرانی میں امدادی کام کرواتے رہے۔ بعد میں بلدیہ اور دوسرے اداروں کے کارکنوں نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا اور خاص طور سے فوج کے نوجوانوں کی بڑی تعداد بھی اس کام میں شریک ہو گئی تھی۔

وزیروں کے دورے : کئی روز تک وفاقی اور صوبائی وزیروں نے بھی جائے حادثہ کے دورے کیے۔ جام صادق علی اس وقت صوبائی وزیر بلدیات تھے۔ انہوں نے جناب عبدالستار ایدھی کی امدادی سرگرمیوں کو سراہا۔ اس موقع پر صوبائی اور وفاقی وزیروں نے مولانا کو یہ پیشکش بھی کی تھی وہ امدادی سرگرمیوں پر آنے والے اخراجات حکومت سے لے لیں۔

"مگر مولانا نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں یہ عوامی خدمت صرف عوام کی مدد (سپورٹ) سے کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔"

وزیراعظم بھٹو صاحب پاکستان مولانا کے اس انکار پر حیران رہ گئے تھے۔

نوآبادکاری : جو لوگ بسم اللہ منزل کے سانحے میں بچ گئے تھے ان کی دوبارہ آبادکاری کے لیے بانٹوا میمن جماعت نے ایک فنڈ قائم کیا جس میں بانٹوا میمن جماعت نے سیٹھ قاسم دادا، سیٹھ احمد داؤد، سیٹھ اے غنی حاجی حبیب، اور بانٹوا کے سیٹھ گل احمد (آدم فاؤنڈیشن) نے خطیر رقم عطیہ کیں، کتیانہ میمن ایسوسی ایشن نے فنڈ قائم کر کے امدادی فنڈ میں رقوم دیں اور کتیانہ کے مخیر حضرات میں حاجی اسمٰعیل جمال بڈھانی، حاجی عبدالکریم حاجی عبدالرحمٰن ڈیڈھی، حاجی عبداللطیف حاجی عبدالکریم ڈیڈھی، حاجی جان محمد ڈاگھا، حاجی عبدالعزیز عبدالغنی شیوانی، حاجی احمد رنگیلا اور حاجی عثمان عبدالغنی چلچل نے خطیر رقوم فنڈ میں جمع کرائیں تاکہ امدادی کام بہ آسانی انجام دیے جاسکیں۔

ایک اور مخدوش عمارت عائشہ منزل : بسم اللہ منزل کے سانحہ کے چوتھے روز 16 ستمبر 1976ء کو موسیٰ لین کی ایک اور چھ منزلہ عمارت "عائشہ منزل" (ملحقہ کھتری حاجی ابراہیم بلڈنگ) کو خطرناک قرار دے کر فوری خالی کرادی گئی تھی۔ اس عمارت میں مقیم 24 خاندانوں میں زیادہ تعداد بانٹوا میمن برادری، کتیانہ میمن برادری اور ویراول پاٹن میمن برادری کی تھی۔ ان تمام خاندانوں کو فوری طور پر قریب ہی واقع ایک اسکول میں عارضی پناہ دی گئی تھی۔ متاثرین کے لئے بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ)، کتیانہ میمن ایسوسی ایشن (رجسٹرڈ)، ویراول پاٹن میمن انجمن اور آل پاکستان میمن فیڈریشن نے بے گھر متاثرہ خاندانوں کے لئے ایک امدادی کیمپ (راحت چھاؤنی) قائم کی تھی تاکہ وہ ذاتی کھانا پکانے کا یا ورچی خانہ قائم کر سکیں۔ اس طرح دونوں بلڈنگوں کے متاثرین کے لئے سحری، افطاری وغیرہ کے علاوہ دیگر سہولیات کا انتظام کر دیا گیا تھا۔

رمضان میں امداد : میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ جس وقت بسم اللہ منزل کے انہدام کا افسوسناک اور دلخراش واقعہ پیش آیا ان دنوں رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ سبھی لوگ روزے رکھ رہے تھے لہٰذا متاثرین نے بھی اس موقع پر روزوں کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام کیا تاکہ متاثرین روزے رکھیں، نمازوں کا اہتمام کریں اور نماز تراویح بھی ادا کریں۔ اس کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی پابندی بھی کریں۔ چنانچہ ان کی رہنما

امدادی جماعتوں نے اس موقع پر ان کی بھرپور مدد کی۔دونوں عمارتوں کے متاثرین کو بھی روزے رکھنے اور عبادات کرنے کے بھرپور مواقع فراہم کیے گئے۔ان دونوں عمارتوں کے لیے لگائے گئے امدادی کیمپوں میں بانٹوا میمن جماعت اور کتیانہ میمن ایسوسی ایشن نے جو"امدادی کیمپ"(راحت چھاؤنی) قائم کی تھی،اس میں متاثرین کے لیے ایک بڑا اور مکمل باورچی خانہ بھی قائم کردیا جہاں کھانا تیار کیا جاتا تھا اور متاثرین کو روزے کے وقت افطاری کرائی جاتی تھی اور سحری کے وقت بھی پرتکلف اہتمام کیا گیا تھا تاکہ متاثرین ہر چیز سے بے فکر ہوکر سحری بھی کریں اور افطار بھی اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں کہ وہ ان پر رحم فرمائے اور ان کی موجودہ مشکلات دور کرے۔

سادہ رمضان۔سادہ عید : جو لوگ رمضان کے ماہ مقدس میں مشکلات کا شکار ہوئے تھے،ان کے لیے رمضان بھی ایک دم سادہ ہوگیا تھا۔وہ اس مبارک مہینے کو مناتو رہے تھے مگر دکھے ہوئے دل کے ساتھ۔اسی طرح جب رمضان المبارک کے اختتام کے بعد عید آئی تو پوری قوم نے اس عید کو بھی سادگی سے منا کر سب کو یہ بتادیا کہ"ہم تمہارے ساتھ ہیں۔تمہارا دکھ ہمارا دکھ ہے۔"

موسیٰ لین بسم اللہ منزل میں شہید ہونے والے میمنوں کے ناموں کی فہرست

بانٹوا میمن برادری سے تعلق۔شہدا

☆ حاجرہ حاجی رحمت اللہ کوڈوادی
☆ عبدالعزیز سلیمان نرا
☆ یاسین عبدالعزیز نرا
☆ طاہرہ عبدالعزیز نرا
☆ کلثوم عبدالعزیز نرا
☆ امینہ عبدالعزیز نرا
☆ انیلہ عبدالعزیز نرا
☆ عمران عبدالعزیز نرا
☆ صائرہ بانو ہارون سلیمان باواڈوسا
☆ کاشف ہارون سلیمان باواڈوسا
☆ عبدالعزیز سلیمان ابراہیم کسباتی
☆ حلیمہ بائی سلیمان نور محمد دھارواڑ والا
☆ یاسمین عبدالعزیز سلیمان کسباتی
☆ جاوید عبدالعزیز سلیمان کسباتی
☆ عرفان عبدالعزیز سلیمان کسباتی
☆ رفیق عبدالعزیز سلیمان کسباتی
☆ عبدالمجید عبدالعزیز سلیمان کسباتی
☆ عبدالستار جان محمد کپاسیہ والا
☆ فریدہ عبدالستار کریم نی نی
☆ جاوید عبدالستار کپاسیہ والا
☆ امینہ عبدالستار کپاسیہ والا
☆ شمیلہ عبدالستار کپاسیہ والا
☆ ریحانہ عبدالعزیز گھانی والا
☆ جاوید عبدالعزیز گھانی والا
☆ شبانہ عبدالعزیز گھانی والا
☆ فیروزہ بانو حاجی محمد شریف کیسودیا
☆ ثمینہ عمرایوب موسانی
☆ عمران عمرایوب موسانی
☆ سیما عمرایوب موسانی
☆ عقیل امان اللہ جان محمد سردار گڑھ والا
☆ شکیل امان اللہ جان محمد سردار گڑھ والا
☆ سلیمان احمد حاجی حبیب ورند
☆ زہرہ سلیمان احمد موتا
☆ فرزانہ باعمر ایدھی
☆ عبدالرزاق عمر قاسم نی نی
☆ فیروزہ تار محمد مون
☆ حبیب علی محمد سلاٹ
☆ سلیم حبیب سلاٹ
☆ ہارون حبیب سلاٹ
☆ عبدالعزیز احمد دادا مون
☆ محمد زبیر عبدالعزیز احمد مون
☆ زہرہ حاجی محمد کیسودیا
☆ نسیمہ بانو رحمت اللہ قتانی
☆ رخسانہ بانو رحمت اللہ قتانی
☆ فرزانہ بانو رحمت اللہ قتانی
☆ ثمینہ بانو رحمت اللہ قتانی
☆ شمیلا بانو رحمت اللہ قتانی

کتیانہ میمن برادری سے تعلق۔شہدا

☆محمد جعفر حاجی موسیٰ چلچل ☆ابوبکر محمد سوریا ☆عائشہ بائی علی محمد گاڈت
☆شبانہ ابوبکر محمد سوریا ☆رضیہ ابوبکر محمد سوریا ☆جاوید ابوبکر محمد سوریا
☆الماس ابوبکر محمد سوریا ☆افشاں ابوبکر محمد سوریا ☆فیصل ابوبکر محمد سوریا

پڑدھری میمن برادری سے تعلق۔شہدا

☆فاطمہ بائی کریم بھائی ☆ابوبکر ولی محمد ☆امینہ بائی یوسف بھائی
☆سلمٰی ابوبکر

جملہ تفصیلات: میزان 186،شہادتیں (اموات) 103،سلامت بچنے والے 80 افراد،اس میں زیادہ تر بانٹوا کے رہائشی میمن تھے۔اس کے بعد کتیانہ کے رہائشی میمنوں اور پڑدھری کے میمنوں کے رہائشی کے علاوہ سندھی برادری، پٹنی کے علاوہ چند مسکی خاندان رہائش پذیر تھے۔

نوٹ: کھتری عصمت علی پٹیل کا تحریر کردہ مذکورہ اہم اور تاریخی دستاویز پر مشتمل احوال روزنامہ مشرق کراچی میں 20 اکتوبر 1976ء کی اشاعت میں طبع ہوا تھا۔ ماضی کی یادیں تازہ رکھنے کے لیے یہ احوال دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

قیام:1916ء بانٹوا (انڈیا) قیام:1948ء کراچی (پاکستان)

ضروری گزارش

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کراچی

میت (تجہیز و تکفین) کے بل بلا تاخیر ادائیگی (جمع) کرانے کے لئے اپیل

بانٹوا میمن برادری میں ہونے والی اموات کی تجہیز و تکفین (کفن دفن) کا کام بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے بہ احسن طریقے سے کیا جاتا ہے۔اس میں غسل کفن اور بس سروس وغیرہ کی تمام سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنی بانٹوا میمن برادری کے کچھ بھائی اپنے خاندان میں ہونے والے انتقال کے بل کی ادائیگی نہیں کرتے ہیں۔ادارے کی جانب سے موبائل فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے پھر بھی کوتاہی اور غیر ذمہ داری بڑھتی جاتی ہے۔

اس لئے آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ جو بھائی اپنے مرحوم کے مدفن کے لئے انجمن سے رابطہ کرتا ہے وہ ان کے اخراجات جتنا ممکن ہوسکے اتنا جلد از جلد جمع کروادیں تاکہ مرحوم پر اس کے کفن دفن کا بوجھ نہ رہے۔

درخواست گزار
اعزازی جنرل سیکریٹری

فون نمبر: 32312939 - 32202973

مزیدار پکوان

پالک کا سلاد

اجزاء: پالک ایک گڈی، پیاز ایک عدد، ٹماٹر ایک عدد، شملہ مرچ ایک عدد، گاجر ایک عدد، کاٹیج چیز ایک پیکٹ، کٹی ہوئی لال مرچ ایک چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، زیتون کا تیل دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: پالک کاٹ کر ابال لیں۔ پیاز، گاجر، شملہ مرچ اور ٹماٹر باریک کاٹ لیں۔ ایک پیالے میں ابلی ہوئی پالک اور تمام کٹی ہوئی سبزیاں ڈال دیں۔ کاٹیج چیز ٹکڑوں میں کاٹ کر ڈال دیں۔ نمک، کٹی ہوئی لال مرچ اور تھوڑا سا زیتون کا تیل ڈال کر مکس کر لیں۔ مزیدار پالک کا سلاد تیار ہے۔

بھنڈی کی بھجیا

اجزاء: بھنڈی [illegible] سو گرام، پیاز دو عدد، ٹماٹر دو عدد، ہری مرچ چار سے پانچ عدد، ہرا دھنیا حسب ضرورت، ادرک لہسن کا پیسٹ دو کھانے کے چمچ، ادرک سجاوٹ کے لیے، میتھی تھوڑی سی، کٹی ہوئی لال مرچ ایک کھانے کا چمچ، لال مرچ پاؤڈر آدھا کھانے کا چمچ، ہلدی آدھا کھانے کا چمچ، کٹا ہوا دھنیا ایک کھانے کا چمچ، کٹا ہوا زیرہ ایک کھانے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، تیل پاؤ کپ۔

ترکیب: بھنڈی کو گول گول کاٹ لیں۔ اس کے بعد گرم تیل میں فرائی کر لیں۔ جب بھنڈی فرائی کر لیں تو الگ پین میں تیل ڈال کر اس میں پیاز باریک کاٹ کر شامل کر دیں۔ تین سے چار منٹ تک پیاز کو پکانے کے بعد اس میں سارے مصالحے اور ٹماٹر وغیرہ شامل کر دیں۔ پھر اس کو اچھی طرح سے بھونیں۔ جب مصالحہ بھن جائے اور سبزی پک جائے تو اس میں فرائی کی ہوئی بھنڈی شامل کریں۔ چولہے کو ہلکا کر کے اس بھاجی کو چھ سے آٹھ منٹ تک ڈھک کر دم پر چھوڑ دیں۔ آپ کی مزیدار بھنڈی کی بھاجی تیار ہے۔

زیرہ پلائو

اجزاء: چاول دو کپ، پیاز دو عدد، ہری مرچ چار عدد، ٹماٹر دو عدد، ثابت دھنیا ایک کھانے کا چمچ، سونف ایک کھانے کا چمچ، زیرہ دو کھانے کے چمچ، نمک حسب ذائقہ، تیل ایک کپ، پانی تھوڑا سا۔

ترکیب: گرم تیل میں پیاز ڈال کر ہلکے فرائی کر لیں۔ اسی پین میں زیرہ، سونف، ثابت دھنیا، ہری مرچ، ادرک، ٹماٹر اور پانی ڈال دیں اور آٹھ سے دس منٹ تک پکائیں۔ اس کے بعد بھیگے ہوئے چاول اس میں شامل کر دیں۔ پانی کی مقدار تقریباً ڈیڑھ گلاس ہونی چاہیے۔ جب پانی خشک ہو جائے تو اس کو آٹھ سے دس منٹ کا دم دے دیں۔

تل چاول کے پکوڑے

اجزاء: چاول کا آٹا دو کپ، تل ایک کپ، چینی آدھا کپ، جائفل دو چٹکی، بیکنگ پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، تیل تلنے کے لیے۔

ترکیب: ایک پیالے میں تمام اجزاء (سوائے تیل کے) ڈال کر پانی ملا کر پیسٹ بنا لیں (بیسن کی طرح) ایک کڑاہی میں تیل گرم کر کے اس چاول کے آٹے اور تل کے آمیزے کے چھوٹے چھوٹے پکوڑے تل لیں۔ براؤن ہونے پر کچن پیپر پر رکھ کر تیل جذب کر کے چائے کے ساتھ سرو کریں۔ چٹنی یا تل والی مرچوں کے ساتھ کھائیں۔

زعفرانی گلاب جامن

اجزاء: خشک دودھ ایک کپ، چینی دو کپ، پانی ایک کپ، سوجی ڈیڑھ کھانے کا چمچ، میدہ ڈیڑھ کھانے کا چمچ، دیسی گھی ایک کھانے کا

چمچ، بیکنگ پاؤڈر ایک کھانے کا چمچ، انڈا ایک عدد، سبز الائچی آٹھ سے دس عدد، کیوڑا چند قطرے، تیل فرائنگ کے لیے، زعفران چٹکی بھر۔

ترکیب: خشک دودھ، سوجی، میدہ، دیسی گھی، بیکنگ پاؤڈر اور انڈے کو مکس کر کے گوندھ لیں اور ایک گھنٹے کے لیے رکھ دیں۔ پانی میں چینی، زعفران اور سبز الائچی ڈال کر ہلکی آنچ پر شیرہ تیار کریں اور اس میں کیوڑا مکس کر کے چولہے سے اتار لیں۔ اب گوندھے گئے آمیزے کی بالز بنا کر گرم تیل میں ڈیپ فرائی کر لیں۔ بالز کو تیل سے نکالتے ہی شیرے میں ڈالتے جائیں۔ تیار ہونے پر شیرے سے نکال کر سرو کریں۔

حیدرآبادی مرچوں کا سالن

اجزاء: ہری مرچیں آدھا کلو، تل بھنا ہوا دو چمچ، سفید زیرہ بھنا ہوا دو چمچ، دھنیا بھنا ہوا دو چمچ، ناریل پسا بھنا ہوا دو چمچ، مونگ پھلی بھنی ہوئی دو چمچ (پیسٹ بنا لیں) املی آدھا پاؤ، پیاز آدھا پاؤ۔

ترکیب: مرچوں کو دو ٹکڑے اس طرح کر لیں کہ وہ الگ نہ ہوں اور ڈنٹھل سے لگی رہیں تیل گرم کریں مرچیں تل لیں اور نکال لیں اچار مصالحہ بھون کر نکال لیں تیل میں تمام مصالحے اور املی کا پانی ڈال دیں اور بھون لیں یا تیل چھوڑنے لگے تو تلی ہوئی مرچیں ڈال دیں اور پانچ منٹ بعد اتار لیں۔

مصالحہ روٹی

اجزاء: کرسپی روٹی تین عدد، ٹماٹر (چوپڈ) ایک عدد، پیاز (چوپڈ) ایک عدد، ہرا دھنیا آدھا کپ، کھیرا ایک کپ، نائلون سیو ایک کپ، لال مرچ پاؤڈر حسب ذائقہ، کالا نمک حسب ذائقہ، چاٹ مصالحہ حسب ذائقہ۔

ترکیب: پاپڑ کی جگہ روٹی استعمال کیجیے۔ روٹی کو کرسپی کرنے کے لئے اوون میں دو منٹ رکھیں۔ روٹی کو پلیٹ میں رکھیں اس پر ٹماٹر، پیاز، کھیرا ڈال دیں اور لال مرچ، کالا نمک، چاٹ مصالحہ حسب ضرورت چھڑک دیں اور نائلون سیو اس کے اوپر پھیلا دیں۔ ہرا دھنیا سے گارنش کر کے سرو کریں۔

انجیر کے رول

اجزاء: انجیر آدھا کلو پیس لیں، کھویا ایک پاؤ، گھی ایک سے دو چمچ، میوہ جات تین سے چار چمچ، تل گارنش کے لئے، پسا کھوپرا دو سے تین چمچ۔

ترکیب: سب سے پہلے انجیر پیس لیں۔ میوے کو ہلکا سا کوٹ کر بھون لیں۔ دو منٹ بعد چولہے سے اتار لیں۔ پین میں انجیر کا مکسچر ڈالیں اب اس میں کھویا ڈالیں۔ پسا کھوپرا، میوہ ڈال کر اچھی طرح مکس کریں اور چاہے تو رول بنا لیں یا لڈو کی شکل دے دیں۔ اوپر سے کاجو لگائیں اور تل سے گارنش کر کے پیش کریں۔

☆ بکرے کے گوشت کا شوربہ روٹی کے ساتھ کھائیں یہ صحت بنانے کے لئے بہترین غذا ہے۔
☆ ادرک زکام اور گلے کی خراش میں مفید ہے۔
☆ شہد اور گاجر کا رس ملا کر پینے سے یرقان میں افاقہ ہوتا ہے۔
☆ اخروٹ کھانے سے دماغ صحت مند رہتا ہے۔
☆ جسم کے کسی کے مقام پر بھی درد ہو تو اجوائن کا تیل استعمال کریں۔
☆ گوبھی وزن کم کرنے میں مددگار ہے۔
☆ انجیر دل کے امراض سے دور رکھتا ہے۔
☆ آم جلد کے نشانات کو ختم کرتا ہے۔
☆ دانتوں میں تکلیف ہو یا دانتوں سے خون آ رہا ہو تو سرسوں کا تیل اور نمک ملا کر دانتوں پر مل لینے سے دانتوں کو آرام آ جاتا ہے۔
☆ کریم یا ملائی کو کھٹا ہونے سے بچانے کے لئے اس میں تھوڑی سی چینی ملا کر ٹھنڈی جگہ پر رکھیں۔

دکان

☆ عورت: بھائی صحیح ریٹ لگاؤ ہم ہمیشہ یہیں سے سامان لیتے ہیں۔ دکاندار: اللہ کا خوف کرو باجی! کل ہی تو دکان کھولی ہے۔

وکیل

☆ پلمبر نے بل پیش کیا جو کہ ایک بڑی رقم کا تھا۔ وکیل صاحب ہاتھ میں بل لئے ہوئے کچھ دیر سوچتے رہے۔ پھر پلمبر سے کہا! میاں یہ بل تو خاصی رقم کا ہے۔ میں وکیل ہوں پھر بھی ایک گھنٹے میں اتنا نہیں کماتا۔ آپ صحیح کہتے ہیں پلمبر نے جواب دیا۔ میں جب وکیل تھا تو میں بھی اتنا نہیں کماتا تھا۔

روٹی

☆ بیٹا ماں سے: امی جان اس فقیر کو روٹی مت دیجئے۔ ماں: لیکن بیٹا اس نے کیا گناہ کیا ہے جو تم اسے روٹی دینے سے منع کر رہے ہو۔ بیٹا ماں سے: امی جان یہ مانگتا اللہ کے نام پر ہے اور خود کھا جاتا ہے۔

پارٹی

☆ تین دوستوں نے پارٹی کی ہر کسی کو دو دو چیزیں لانی تھیں۔ ایک دوست بسکٹ کے دو پیکٹ لایا۔ دوسرا دوست جوس کی دو بوتلیں لے کر آیا اور تیسرا دوست اپنے دو بھائیوں کو لے آیا۔

تحریر

☆ کتب فروش: بیٹے تم ہر روز اخبار دیکھتے ہو لیکن خریدتے نہیں ہو۔ لڑکا: جناب جس روز میری تحریر شائع ہوگی تو خرید بھی لوں گا۔

دماغ

☆ استاد (دو لڑکوں سے) ارے! تم دونوں آپس میں سر کیوں ٹکرا رہے ہو؟ ایک لڑکا جناب! آپ ہی نے تو کہا تھا ریاضی میں پاس ہونے کے لیے دماغ لڑانا ضروری ہے۔

ٹاس

☆ ایک دوست دوسرے سے ''آج میں نے صبح ٹاس کیا کہ مجھے شکار کھیلنے جانا چاہئے یا کالج۔'' پھر دوسرا بولا: ''یار چار دفعہ ٹاس کیا تب جا کر شکار کے حق میں فیصلہ ہوا۔''

سانپ

☆ دو دوست بہت چالاک تھے۔ انہیں لاہور جانا تھا مگر ٹرین میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ رات کے وقت انہوں نے شور مچا دیا کہ بوگی میں سانپ گھس آیا ہے۔ تمام مسافر خوف کے مارے ڈبے سے اتر گئے۔ دونوں دوست جلدی سے ٹرین میں سوار ہوئے اور برتھ پر سو گئے۔ جب ان کی آنکھ کھلی تو سامنے ایک قلی کھڑا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا: بھائی صاحب! کیا لاہور آگیا ہے؟ قلی (حیرت سے)

: لاہور؟ رات اس ڈبے میں سانپ گھس آیا تھا اس لیے یہ ڈبا ٹرین سے کاٹ دیا گیا تھا۔

جادوگر

☆ باپ (بیٹے سے) تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ بیٹا جلدی سے... جادوگر... باپ (حیرت سے) وہ کیوں؟ بیٹا: جب استاد مجھے مارنے لگیں تو میں غائب ہو جاؤں۔

نشان

☆ انسپکٹر (سپاہی سے) تم نے چور کو گرفتار کیا...؟ سپاہی: چور گرفتار نہیں ہو سکا مگر اس کی انگلیوں کے نشان مل گئے ہیں؟ انسپکٹر: کہاں ہیں وہ...؟ سپاہی: جی میرے گال پر۔

علم کی روشنی

☆ باپ بیٹے سے: اگر تمہارے پاس علم کی روشنی ہو تو تم بہت کچھ کر سکتے ہو۔ بیٹا اگلے دن منہ لٹکائے ہوئے گھر آیا تو باپ کے پوچھنے پر بیٹے نے جواب دیا مجھے کسی بھی دکان سے علم کی روشنی نہیں ملی۔

گرم مصالحہ

☆ ماں نے بیٹے سے کہا: بیٹا ذرا کچن سے گرم مصالحہ لانا۔ بیٹا کچن سے بولا: ماں! اندر تو کوئی گرم مصالحہ نہیں ہے سب کے سب ٹھنڈے ہیں۔

چھٹی

☆ استاد طالب علموں کو ابتدائی طبی امداد پر لمبا چوڑا لیکچر دے کر کہنے لگا: فرض کرو کہ اسکول آتے ہوئے کوئی شخص مجھے مکا مار کر گرا دے میرا سر کسی چیز سے ٹکرائے اور میں وہیں بے ہوش ہو جاؤں تو تم کیا کرو گے؟ سب لڑکے خاموش رہے پھر کلاس کے ایک کونے سے مدھم سی آواز آئی: جناب ہم چھٹی کریں گے۔

دکاندار

☆ ملازم: جناب! آپ نے جس موچی سے جوتے مرمت کروائے تھے وہ اجرت طلب کر رہا ہے۔ مالک اس سے کہو کہ اپنی باری کا انتظار کرے ابھی تو اس دکاندار کا نمبر بھی نہیں آیا جس سے ہم نے جوتے خریدے تھے۔

دور

☆ باپ ''کئی ماہ سے تمہارے اسکول ٹیسٹ کی رپورٹ بہت خراب آ رہی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟'' بیٹا ''یہ سب کلاس ٹیچر کا قصور ہے۔'' باپ: ''کلاس ٹیچر کا قصور... مگر تمہاری کلاس ٹیچر تو پہلے بھی یہی تھی۔ پہلے رزلٹ تمہارا اچھا ہوا کرتا تھا۔'' بیٹا: ''پہلے کلاس کا ذہین ترین لڑکا میرے پاس بیٹھا کرتا تھا مگر اب ٹیچر نے اسے مجھ سے بہت دور بٹھانا شروع کر دیا ہے۔''

امیر

☆ ایک شخص نے اپنے دوست سے کہا: ''مجھے کوئی ایسا مشورہ دو کہ میں امیر بھی ہو جاؤں اور میری زبان پر اللہ کا نام بھی ہو۔'' دوسرے دوست نے فوراً کہا ''تم بھیک مانگنا شروع کر دو۔''

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کمپیوٹرائزڈ کارڈ

کے سلسلے میں ضروری ہدایت

چھان بین کے لئے (For Scrutiny Purpose)

کمپیوٹرائزڈ کارڈ کے لئے نیچے دیئے ہوئے دستاویزات جمع کرانے ہوں گے۔

☆ درخواست گزار کے CNIC کارڈ کی کاپی

☆ والد کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی یا

☆ والد کے انتقال کی صورت میں Death Certificate اور بھائی / چچا (خونی رشتہ دار) کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ درخواست گزار کی دو عدد فوٹو 1x1

شادی شدہ ممبران کے لئے

☆ نکاح نامہ کی فوٹو کاپی یا تاریخ اور اگر درخواست گزار صاحب اولاد ہو تو بچوں کے "ب فارم" کی فوٹو کاپی اور 18 سال سے بڑوں کی CNIC کی فوٹو کاپی

☆ بیوی یا شوہر کے CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ دستاویزات مکمل نہ ہونے کی صورت میں فارم جمع نہیں کیا جائے گا۔

آپ سے تعاون کی گزارش کی جاتی ہے

سکندر محمد صدیق اگر
کنوینر لائف ممبرشپ کمیٹی
بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی